رسالہ تشحیذ الاذہان

جلد ۱

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر

فہرست مضامین

باہتمام مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان یکم مارچ سنہ ۱۹۰۶ عیسوی کو قادیان دار الامان سے شائع ہوا

مرثیه

شد دین احمد هیچ خویش و یار نیست	هر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست
الت صد هزاران تن ربود	حیف بر چشمیکه اکنون نیز هم هشیار نیست
ن این چنین غفلت چرا ست	بیخود از خوابید یا خود بخت دین بیدار نیست
ب نظر بر حال دین	آنچه مے بینم بلا ها حاجتِ اظهار نیست
ز خفتش بخیز بیدا اے یلان	دیدنش از دور کار مردم دیندار نیست
ر مان ... بهر دین در خون دلِ من مے تپد	محرم این درد ما جز عالم اسرار نیست
آنچه بر ما میرود از غم که داند جز خدا	زهر می نوشیم لیکن زهرهٔ گفتار نیست
هر کسے غم خوارئے اہل و اقارب می کند	اے دریغ این بیکسے را هیچ کس غمخوار نیست
خون دین بینم روان چون کشتگان کربلا	اے عجب این مردمان را مهر آن دلدار نیست
حیرتم آید چو بینم بدل ایشان در کار نفس	کاین همه جود و سخاوت در رهِ دادار نیست
ایکه داری مقدرت هم عزم تائیدات دین	لطف کن ما را نظر بر اندک و بسیار نیست
بین که چون در خاک می غلطد ز جور ناکسان	آنکه مثل او بزیر گنبدِ دوّار نیست
اندر این وقتِ مصیبت چارهٔ ما بیکسان	جز دعائے بامداد و گریهٔ اسحار نیست
اے خدا هرگز مکن شاد آن دلِ تاریک را	آنکه او را فکر دین احمد مختار نیست
اے برادر پنج روز ایام عشرت ها بود	دائما عیش و بهارِ گلشن و گلزار نیست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

انٹروڈکشن

جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے۔ یا یوں کہو کہ جس زمانہ تک تاریخ یا ہماری مذہبی کتابیں ہمکو لیجا سکتی ہیں۔ اسوقت سے خدا تعالیٰ کی سنت یہی بات چلی آتی ہے۔ کہ جب دنیا میں فساد اور شور و شر برپا ہو جاتا ہے۔ لوگ خدا تعالیٰ کے احکام کی پابندی کو بالکل ترک کر دیتے ہیں اور غفلت اور جہالت ان میں پھیل جاتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ کی مقررہ حدود سے لوگ آگے نکلجاتے ہیں قوموں میں شرک اور بدعت کی ترقی ہو جاتی ہے۔ جنگ و جدال چاروں طرف پھیل جاتا ہے اُسوقت خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک مصلح پیدا ہو جاتا ہے۔ جو کہ لوگوں کو ایک ظلمت اور تاریکی کے گہرے گڑھے سے نکالکر کھلی ہوا اور روشن مقام میں کھڑا کرتا ہے۔ اور جو جو غلطیاں اُنمیں پائی جاتی ہیں اُنکو دور کرتا اور علم معرفت الٰہی اور ایمان کو انکے دلوں میں بھرتا ہے۔ جبکہ کوئی نبی ایک قوم یا ایک مُلک کی طرف آتا ہے تو یہ سُنّتہ اللہ بھی قدیم سے چلی آئی ہے کہ اس کی قوم اس کی مخالفت کرتی ہے۔ طرح طرح کی اذیّتیں اور تکلیفیں اسکو پہنچائی جاتی ہیں۔ وہ کافر ملحد اور دجّال ٹھہرایا جاتا ہے۔ چھوٹا اور بڑا اُس کی باتوں کو جھٹھلاتا ہے۔ ہر ایک شخص اسکو ملامت کرتا ہے۔ جس کسی سے وہ نرمی سے بھی پیش آتا ہے وہ سختی اور درشتی سے اسکو جواب دیتا ہے اگر کوئی سعید الفطرۃ انسان اس کی پیروی کرتا ہے تو اُسکو بھی طرح طرح کے دُکھ دیے جاتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو دُکھ دینا اور ضرر پہنچانا وہ نادان قوم ایک بہت عمدہ اور قابل تحسین کام سمجھتی ہے۔ اور وہ نہیں سمجھتی کہ اس بات کا انجام ہمارے حق میں سم قاتل ہوگا۔ یہی لوگ کہ جنسے ہم مسخری کرتے ہیں اور دُکھ دیتے ہیں کوئی دن ایسا بھی آنے والا ہے کہ ان کی سچائی دنیا پر ظاہر ہو جائے گی اور ہماری اولاد جیسر ہمکو بہت بھروسہ ہے بڑھاپے میں ہمکو داغ جُدائی دیکر انہی لوگوں کے ساتھ جا ملے گی وہ بچے جنکو کہ ہم

ان کی پیدائش کے وقت سے نہایت ہی ناز ونعم سے پال رہے ہوتے ہیں اور وہ جن کو آرام پہنچانے کے لیے ہم اپنی تکلیف کو بھی کچھ نہیں سمجھتے اور وہ جن کی تعلیم وتربیت پر ہمارے سیکڑوں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اولاد جسکو دیکھ کر ہم جاموں میں پھولے نہیں سماتے اور خیال کرتے ہیں کہ بڑھاپے میں یہ ہمارے لیے ایک عصا کا کام دیگی۔ لیکن وہ خدا پر نہ بھروسہ کرنے والی قوم نہیں جانتی کہ وہ زبردست خدا تو انکو کسی اور ہی کام کے لیے طیار کر رہا ہے۔ کیا ہی شان ہے اُس خداوند عزَّ وجلّ کی جو اپنے ماموروں کے لیے انہی لوگوں کے ہاتھوں سے جو اس کی مخالفت کرتے ہیں ایک ایسی قوم طیار کراتا ہے جو اس کے رسول سے محبت کرنے والی اور اس ربّ ذوالجلال کے نام پر قربان ہونیوالی ہوتی ہے۔ ہر ایک نبی کے زمانہ میں، وہ قوم جس میں کہ وہ مبعوث ہوتا ہے اپنی کثرت پر غرور کرتی ہے اور اُس رسول کے پیرووں پر جو کہ ان کی بنسبت بہت ہی قلیل ہوتے ہیں اور دنیاوی مال وجاہ سے بہت ہی کم حصہ رکھتے ہیں حقارت اور نفرت سے بھری ہوئی نگاہ ڈالتی ہے۔ لیکن جس بات کے کرنے کے لیے خدا تعالیٰ ارادہ کر لیتا ہے اسکے ٹالنے کا کوئی ذی روح یا غیر ذی روح مقدور نہیں رکھتا اور وہ بات ہو کر رہتی ہے خواہ تمام دنیا کے لوگ اور تمام اسباب اس کے برخلاف ہی کیوں نہ ہوں

ہم ایک عمدہ مضمون جو کہ کئی دن میں طیار ہوا ہو ایک پل میں جلا کر راکھ کر سکتے ہیں۔ ایک انجن جو کہ بہت محنت اور کوشش سے طیار ہوتا ہے ذرہ سی آگ جلانے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہے تو کیا وہ خدا جو ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور جس کی طاقتیں غیر محدود ہیں اُسکو توڑ نہیں سکتا نہیں بلکہ اگر وہ چیز اس کے کسی ارادہ کے برخلاف واقع ہوتی ہے تو وہ اُسکو ایک دم میں تباہ کر سکتا ہے۔ لیکن وہ رحیم کریم خدا اپنی مخلوق کو ایک حد تک ڈھیل دیتا ہے اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو آسمانی عذاب اُن پر نازل ہوتا ہے اور وہ مغرور قوم جو کہ اپنے زعم میں فرعونی سامان سے بڑھ کر دم خم رکھتی ہے کہیں پناہ کی جگہ نہیں پاتی۔ زمین باوجود اپنی اسقدر فراخی کے ان پر تنگ ہو جاتی ہے اور باوجود اس کے کہ وہ بہت بڑی بڑی جاگیروں کے مالک ہوتے ہیں ہر ایک طرح کے عیش وعشرت کے سامان ان کے لیے مہیا ہوتے ہیں۔ اونچے اونچے محلوں میں ان کی رہایش ہوتی ہے اور مضبوط اور ناقابل فتح قلعوں پر وہ قبضہ رکھتے ہیں مگر وہ آسمانی عذاب انکو تباہ کرکے چھوڑتا ہے خدا تعالیٰ کا عذاب ان روکوں سے رُک نہیں سکتا۔ بلکہ اکثر یہی پایا جاتا ہے کہ اسوقت وہی سامان

جسپر کہ ان لوگوں کو فخر حاصل ہوتا ہے ان کے لیے باعث مصیبت ہو جاتا ہے اور وہی عیش و عشرت کے سامان جنکو وہ اپنے دل کا آرام سمجھتے تھے ان کے لیے تکلیف کا موجب بنجاتے ہیں۔ اور یہی قرآن شریف سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ عاد ثمود اور فرعون کے حق میں وہی چیزیں جنسے کہ ان کو آرام ملتا تھا ان کے لیے تکلیف دہ اور عذاب رساں ہوگئیں۔ وہ لوگ جو پہاڑوں میں رہتے اور اُن چیزوں سے جنکو خدا تعالیٰ نے انسان کے نفع کے لیے پیدا کیا ہے فائدہ اُٹھاتے تھے جب اُنھوں نے خدا تعالیٰ کے احکام سے مُنہ پھیر لیا اور فسق و فجور میں مبتلا ہوگئے اُسوقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نبی آیا جسکو تھوڑوں نے مانا لیکن بہتوں نے اُس کی مخالفت کی اور اسکو قتل کرنا چاہا لیکن خدا تعالیٰ کے عذاب نے زلزلہ کی صورت میں اُنکو پکڑ لیا جبکہ وہ صبح کے وقت اپنے بستروں پر آرام سے سوے ہوے تھے۔ اُن کے بُرے اعمال اُن کے آگے آگئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوے اُن کی جانیں نکل گئیں۔ وہی پہاڑ جو پیشتر اُن کے لیے آرام کا موجب تھا اُسوقت اُن کے لیے ہلاکت کا باعث ہوگیا۔ وہ دریاے نیل کے بیشمار فوائد سے مستفید ہونیوالے مصری جنکا ملک دریاے نیل کی وجہ سے سرسبزی اور شادابی میں دنیا کے بہت سے حصوں کو مات کرتا تھا ایک خدا کے برگزیدہ نبی کی مخالفت کی وجہ سے ایک چشم زدن میں ہزاروں کی تعداد میں اس دریاے نیل کے وسط میں غرق ہوگئے اور دوسرے انکو مال وجاہ کے علاوہ اپنی اولاد پر بھروسہ ہوتا ہے کہ اگر ہم مر گئے تو ہمارے بعد اس شخص کی قوت توڑنے کے لیے اور اسکا نام تک دنیا سے مٹا دینے کے لیے یہ بیحد کوشش اور سعی بلیغ کرے گی۔ آخر کار اُس نبی کی سچائی کو دیکھ کر اُسپر ایمان لے آتی ہے۔ وہ اولاد کہ جسکو وہ پرورش کر رہی ہوتی ہے ان کے لیے نہیں ہوتی۔ بلکہ اس نبی کے کام آنے والی ہوتی ہے کیونکہ آسمان پر تو کچھ اور ہی لکھا جا چکا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ یعنی تم لوگ اپنی اولاد پر فخر کرتے ہو لیکن تم نہیں جانتے اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ہر ایک عورت کے پیٹ میں کیا ہے اور ان کے رحم کیا کم کرتے ہیں اور کیا زیادہ کرتے ہیں اور ہر ایک چیز کی اُسکے علم میں ایک مقدار ہے۔ یہ اُس جگہ بیان کیا ہے جبکہ کفار عذاب مانگتے ہیں اور نشان طلب کرتے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ٹھہرو ذرا صبر کرو خدا تعالیٰ بخشنے والا بھی ہے لیکن وہ عذاب بھی سخت دینے والا ہے۔ اور پھر آگے چلکر

متذکرہ بالا آیت فرمائی ہے۔ درحقیقت کافر کے لیے سب سے بڑھ کر عذاب یہی حسرت ہوتی ہے
کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ جس کے ساتھ میں مخالفت کرتا تھا اور جسکو تکلیف اور نقصان پہنچانے کی
خواہش میرے رگ و ریشہ میں سرایت کیے ہوئے تھی اب میری آنکھوں کے سامنے میری اولاد اُسکی
تابع فرمان ہے اور اس کے احکام پر عمل کرنا اپنا فرض عین اور کار ثواب جانتی ہے۔ غرضکہ ہر ایک نبی کی
اُس کی قوم مخالفت کرتی ہے۔ اور آخر میں اس رسول خدا کی فتح اور مخالفین کی ذلت ہوتی ہے
اس موجودہ نسل کے اول پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام سے بھی مخالفت کی گئی تھی۔ وہ مخالفت
کس نے کی شیطان نے کما قال اللہ تعالیٰ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ
مِنَ الْکٰفِرِیْنَ یعنی سب نے فرمانبرداری کی مگر شیطان نے نہ کی۔ اُس نے انکار کیا اور تکبر کیا کیونکہ وہ
کافروں میں سے تھا۔ بعد ازاں جتنے پیغمبر رسول یا نبی آئے ہیں سب کی مخالفت کی گئی جیساکہ پہلے
نبیوں سے بلکہ اُن سے بدرجہا زیادہ کیونکہ پہلے نبی صرف ایک قوم یا ملک کی طرف آئے تھے اور ہمارے
نبی کریم تمام دنیا کے لیے مامور ہو کر آئے تھے جیساکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ
اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا یعنی اے نبی کریم کہہ کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔
اس لیے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ہر ایک شرارت جو ایک شریر اور بد باطن کے
ذہن میں آسکتی تھی وہ عمل میں لائی گئی۔ لیکن انجام کار اس نبی اولوالعزم کی فتح ہوئی۔ ایک حق پسند
کے لیے یہ بات سچائی اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور جبروت کے ظاہر کرنے کے لیے کیسی روشن اور کھلی
دلیل ہے کہ ایک غریب فرقہ بنی ہاشم میں سے اُسوقت جبکہ ایک آدمی بھی اُسکے ساتھ نہیں اُٹھکر
دعویٰ کرتا ہے کہ خدا ایک ہے اور میں اُسکا رسول ہوں۔ اور خواہ کوئی بھی میری مخالفت کرے آخر کار فتح
میرے ہی نام ہوگی خدا تعالیٰ کا دین تمام دنیا میں پھیل جائیگا اور یہ کعبہ جسمیں بت پرستی کیجاتی ہے ایک دن ایسا آئیگا کہ اسمیں خدا
کی پرستش کیجاوے گی تمام دنیا اپنا ناخنوں تک زور لگالے لیکن خدا تعالیٰ کی باتیں پوری ہو کر ہی رہیں گی
وہ دعویٰ کرتا ہے کہ کوئی انسان مجھکو مار نہیں سکتا۔ میرا حافظ ایک بڑا زبردست خدا ہے جو آسمانوں
اور زمینوں اور جو کچھ کہ ان میں ہے سب کا پیدا کرنیوالا ہے اور وہ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے
اور مارتا ہے اور پھر زندہ کرتا ہے وہ وہی ہے جو کہ کسیکو کچھ نفع پہنچا سکتا ہے یا ضرر دے سکتا ہے
اور ایک آواز مجھکو اُسکی طرف سے آتی ہے کہ کَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ خیرا

اُن لوگوں کی پیروی مت کر جو تجھے نماز اور دوسرے نیک کاموں سے روکتے ہیں۔ بلکہ اُس واحد لاشریک کے سامنے اپنا سر جھکا دے اور اُس کی فرمانبرداری کر اور قریب ہو جا۔ اور اسپر اس کی قوم جو کہ بت پرست اور مشرک ہے اس کی مخالفت کرتی ہے۔ اس کے پیروؤں کو ہلاک کیا جاتا ہے خود اسکو طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی ہیں یہانتک کہ اس سے اور اس کے پیروؤں سے بولنا تک منع اور حرام سمجھا جاتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ ان کے ہاتھوں کوئی چیز فروخت کرنا سخت گناہ ہے۔ ان کی ذرہ بھر بھی مدد کرنے والا کسی سخت سزا کا مستوجب ہے لیکن وہی خدا جسکو کہ وہ لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہے باوجود پہروں کے اُسکو راتوں رات مکّہ سے مدینہ کی طرف نکال کرلے جاتا ہے اور کفار باوجود اسکا پیچھا کرنے کے اور اس کے سر پر پُہنچ جانے کے اسکو مار نہیں سکتے اور آخرکار وہی شہر جس سے کہ وہ انکو نکلتا ہے اور جہاں سے کہ اسکے پیرو نکالے جاتے ہیں اسکے قبضہ میں آتا ہے اور وہ جو وہاں سے اکیلا نکلا تھا جب اُسمیں داخل ہوتا ہے دس ہزار سپاہی جرّار اُسکے ساتھ ہوتا ہے جو انکی ایک ذرہ سے اشارہ پر اپنی جان دینے کے لیے طیار ہے کروڑوں کروڑ برکتیں ہوں اُس نبی پر جسنے ہمکو اسلام جیسا سچا اور سیدھا راستہ دکھایا۔ ایک وہ دن تھا کہ وہ پیشگوئی کرتا تھا کہ میرا نور دنیا میں پھیل جاے گا اور خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک ماننے والے چاروں طرف پھیل جائینگے۔ اور اُسکی اس بات کو سُنکر اس کے شہر کے لوگ اسپر ہنسی کرتے تھے اور دیوانہ سمجھتے تھے۔ لیکن عقلمندوں نے دیکھ لیا کہ بعد ازاں ویسا ہی ظہور پذیر ہوا جیسا کہ اُس نے کہا تھا۔ اور آج باوجود اس کے کہ اس زمانہ کو سب نبیوں نے بالاتفاق سب زمانوں سے بُرا اور گری ہوئی حالت کا کہا ہے۔ بفضل خدا کروڑوں انسان اُسکے نام پر قربان ہونیکے لیے موجود ہیں۔ اب میں اپنے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ باوجود اس قدر معجزات اور کھلے اور ظاہر نشانات کے اس نبی کی بھی مخالفت کی گئی۔ اس نے اپنی زندگی میں بیشمار نشانات دکھاے اور آجتک بھی اس کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اور زبان حال سے گواہی دے رہی ہیں کہ اے عقل کے اندھو غور کرو کہ اس کی سچائی میں ذرہ بھر بھی تو شک و شبہ کی گنجایش نہیں۔ اور تم اب بھی اسکے ماننے میں پس و پیش کرتے ہو۔ غرض کہ ہر نبی کی مخالفت ضروری ہے بلکہ اس کی سچائی پر ایک دلیل ہے کیونکہ شیطان ہمیشہ رحمان کی مخالفت کرتا ہے اسلیے جب کوئی نبی رحمان کی طرف سے آتا ہے تو شیطانی لوگ اور خود شیطان طرح طرح کے حیلوں اور مکروں سے اُن کا سلسلہ تباہ کرنا چاہتا ہے اور یہ بات خود روشن ہے کہ انجام کس کا رہا ہے۔ اور اگر اس کی مخالفت نہ کی جاے تو دنیا پر خدا تعالےٰ کی قدرتوں کا ظہور کیونکر ہو۔ جب دنیا مخالفت کرتی ہے تو خدا تعالےٰ بھی اپنے رسول کو مدد دیتا ہے اور معجزات اور نشانات سے انکی سچائی کو دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ اس زمانہ میں کسی نبی کی ضرورت ہے یا نہیں کیا اس زمانہ کو بھی

زمانہ کہا جائے یا بُرا - جہانتک دیکھا جاتا ہے اس زمانہ سے بڑھ کر دنیا میں کبھی فسق وفجور کی ترقی نہیں ہوئی - تمام دنیا ایک زبان ہو کر چلا اُٹھی ہے کہ گناہوں کی حد ہو گئی ہے - یہی زمانہ ہے کہ دنیا میں ایک مامور کی حد سے زیادہ ضرورت ہے آج اگر دنیا میں کوئی مامور نہ آیا تو تمام دنیا چند سالوں میں دہریہ ہو جائے گی ہر ایک مذہب کے لوگ چیخ اُٹھے ہیں کہ ہماری قوم کو کیا ہو گیا کہ اپنا مذہب وغیرہ سب کچھ ترک کرتی جاتی ہے - دہریت کے خیالات رگ وریشہ میں سرایت کرتے جاتے ہیں - آج وہ دن آگیا ہے کہ جھوٹھ بڑی بات نہیں سمجھی جاتی - ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقہ والوں کی چوری کو چوری نہیں سمجھتے بلکہ اسکو ایک کار ثواب سمجھا جاتا ہے - شراب خواری کی آج حد نہیں رہی - خیال کیا جاتا ہے کہ اگر لندن کے شراب خانوں کی ایک سال کی شراب اکٹھی کر کے لُنڈھا دیجائے تو لندن جیسے عظیم الشان اور بڑے شہر میں ایک طوفان آجائے - خیانت - فسق اور فجور کا ایک طوفان برپا ہے اور بیغیرتی اور بے شرمی کو شایستگی خیال کیا گیا ہے اور اخلاق سے گری ہوئی حالتوں کو اخلاق کا اعلیٰ درجہ سمجھا جاتا ہے - کل برائیاں جو پہلے زمانہ میں مختلف وقتوں میں ہوئی تھیں آج ایک ہی وقت میں جمع ہو گئی ہیں - بھائی میں بھائی کی محبت نہیں رہی - مذہب کے پیروی کرنے پر دنیا ہنسی اور مذاق کرتی ہے اور جو شخص کہ قوانین مذہب کا پابند ہے اسکو وحشی اور بد اخلاق کہا جاتا ہے - خدا تعالےٰ پر بھروسہ کرنا کاہلی اور سُستی سمجھا گیا ہے - مسئلہ جزاء وسزا کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ایک بیہودہ اور لغو مسئلہ ہے کیا کوئی سلیم الفطرت انسان اسکو مان سکتا ہے؟ اور دنیا تو صرف مال جمع کرنے کے لیے ہے اور زندگی تو صرف اسلیے ہے کہ اسمیں عیش وعشرت سے انسان گذارہ کرے اور اس عرصہ میں عقبیٰ کا خیال کرنا بھی سخت گناہ ہے اور خدا سے ڈرنے کی نعوذ باللہ ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ بیفائدہ کسی کی اطاعت کرنی خلاف از عقل اور بعید از قیاس ہے - جب اُس کا ہمپر کوئی احسان نہیں - ہم خود بخود پیدا ہو گئے ہیں تو وہ کون ہے جو ہمکو مجبور کر سکتا ہے کہ ہم اُس کی اطاعت کریں جبکہ نہ وہ ہمکو نفع پُہنچا سکتا ہے نہ کوئی ضرر پُہنچانے کی طاقت رکھتا ہے - ہم اپنی طاقت اور کوشش سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں اور ذرات خود بخود ملکر ہمارے کام آتے ہیں تو ہمکو ایسی کیا ضرورت پڑی ہے؟ کہ ایسے خدا کی کوئی پروا کریں یا اُس کے زور اور طاقت سے ڈریں اور خواہ مخواہ اپنے گلے میں غلامی کا طوق ڈالیں غرضکہ طرح طرح کی گندگیاں اور خیالات فاسدہ ہیں جو انسان کے دل ودماغ میں آجکل سمائے ہوئے ہیں - اور انسان اپنی حد سے گذر گیا ہے ہماری واجب العمل کتاب قرآن کریم میں کیا ٹھیک ٹھیک فرمایا ہے کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی بیشک انسان سرکش ہے اور اپنی حد سے گذرنیوالا ہے - وہ خالق ارض وسماء اپنی رحمانیت کی صفت کو کام فرما کر اسکو مہلت اور ڈھیل دیتا ہے اور یہ ذرہ بمقدار اپنے وہم اور گمان میں سمجھتا ہے کہ میں بھی کوئی چیز ہوں

کہ میری اسطرح قدر کی جاتی ہے اور نہیں سمجھتا کہ وہ زبردست خدا جیسا رحیم کریم ہے ویسا ہی شدید العقاب بھی ہے ابتک میں اُسکی رحمانیت کی صفت کی وجہ سے اپنے گناہوں کی سزا پانے سے بچا رہا ہوں لیکن اُس جبار اور قہار خدا کا عذاب اور قہر اگر مجھپر پڑ گیا تو پھر میرا کیا حال ہوگا ۔ اے میرے دوستو خوف کا مقام ہے اور دم مارنیکی جگہ نہیں ۔ اگر وہ مالک و خالق اپنا رحم کرے تو اس بلا سے نجات ہوتی ہے ورنہ ہم ایک انسان ہیں اور انسان جب ذرہ بھر بھی آرام پاتا ہے تو خدا تعالیٰ کا منکر ہو جاتا ہے اور اپنے آپکو کوئی چیز سمجھنے لگتا ہے حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں ۔ آرام اور چین کی حالت میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف دھیان لگانا اور اُسکی یاد میں مشغول ہونا ایک بڑے ہی مرد کا کام ہے ۔ سو دعا کرو اور اپنے رب سے رو رو کر التجا کرو کہ اے خدا اے قادر تو نے ہمکو پیدا کیا ہے اور پہلے ہم نہیں تھے پھر ہمکو پیدا کرنے کے بعد ہمپر طرح طرح کے احسان کیے ہمارے والدین کے دل میں ہماری محبت ڈالی اور ہماری خوراک کے لیے جبکہ ہم اناج کو ہضم نہیں کر سکتے تھے ہماری والدہ کی چھاتیوں میں دودھ اُتارا اور طرح طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں سے ہمکو نجات دی ہم تیرے احسانوں کا شکریہ کسی طرح سے ادا نہیں کر سکتے اور ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ ہم کسی گمراہی کے گڑھے میں پڑ جائیں اور صراط مستقیم کو چھوڑ بیٹھیں ۔ ہم ایک کمزور مخلوق ہیں تو اپنا رحم کر اور ہمکو نیک کاموں کے کرنے کی توفیق دے اور بُرے کاموں کے کرنے سے محفوظ رکھ ۔ ہمارے پچھلے گناہوں کو بخشدے اور آیندہ ہماری حالت کو سُدھار دے کہ تیری مدد کے بغیر ہم ایک سانس تک نہیں لے سکتے اور ہمارا مقدور نہیں کہ ایک تنکا بھی تیرے اذن کے بغیر توڑ سکیں ۔ سو اے خدا تو ہمپر رحم کر ۔ آمین ٭

غرض کہ آج دنیا میں گناہوں کا وہ زور شور ہے کہ الاماں ، اسوقت ایک ہادی کی ضرورت کو کُل دنیا نے قبول کر لیا ہے اور یہ مان لیا گیا ہے کہ اس وقت ایک رہنما کی ضرورت سخت محسوس ہو رہی ہے اور ہر ایک مذہب کے لوگ یقین کرتے ہیں کہ اسوقت ایک ہادی آنے والا ہے جو کہ گذشتہ رسولوں کا مثیل ہوگا ۔ یا وہ خود ہوگا ۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہر ایک قوم نے اسوقت ایک رسول کے آنے کی گواہی اپنی کتابوں سے دی ہے اور ہر مذہب والے متفق ہیں کہ وہ کوئی نیا نبی نہیں ہوگا بلکہ کوئی پہلا ہی نبی دوبارہ آئیگا ۔ مسلمان عیسیٰ کے منتظر ہیں تو ہندو کلنک اوتار کے جو ایک گذشتہ نبی کا مثیل ہوگا یعنی کرشن علیہ السلام کا مثیل اور اسی طرح بدھ مذہب والے بدھ کے آنے کا انتظار کرتے ہیں کہ اب وہ آکر دنیا سے برائی کو دور کرے گا ۔ اور گناہ کا نام تک مٹا دیگا ۔ وہ اسکے لیے راولپنڈی کے ارد گرد ہی آنے کی جگہ بتاتے ہیں کہ یہیں کہیں اُس کا نزول ہوگا ۔ یہود بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر ہیں کہ پہلے وہ آئیں گے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائینگے ۔ اگرچہ یہ امر دیگر ہے

کہ وہ پہلے ہی آچکے ہیں۔ اور وہ ابن مریم کی نشانیوں میں سے ایک نشان تھے۔ لیکن یہاں یہ اسلیے لکھا گیا ہے کہ وہ بھی ایک نبی کے آنے کے منتظر ہیں۔ سب کھُلے اور بیّن نشان اُسکی پہچان کے لیے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں یہانتک کہ فرمایا ہے کہ وہ کدعہ گاؤں میں اُترے گا۔ غرضکہ ہر ایک قوم ایک نبی کی منتظر ہے اور اسکے لیے زمانہ بھی یہی مقرر کیا جاتا ہے۔ ہمارے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نشانات اس نبی کی پہچان کے بتائے ہیں اور اس کے پہچاننے کے لیئے جو جو آسانیاں ہمارے لیے پیدا کر دی ہیں اُنسے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے رسول کریم کا مرتبہ کسقدر بلند اور بالا تھا اور خدا تعالیٰ کس قدر اس رسول سے اُلفت رکھتا تھا اور اب بھی رکھتا ہے۔ اور ہزاروں پیشگوئیاں ہیں جو ابتک پوری ہو رہی ہیں اور دنیا دیکھ کر دنگ ہو گئی ہے کہ اللہ اللہ تیرہ سو برس پہلے اس نبی برحق نے ایسی ایسی باتوں کی خبر دی تھی کہ اُسوقت وہم و گمان میں بھی ان کا آنا مشکل تھا۔ اور آج ہم ان باتوں کو پوری ہوتی ہوے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور یہ باتیں اس نبی برحق کی سچائی کی کافی دلیل ہیں بلکہ ضرورت سے بھی بڑھ کر ہیں۔ ع کافی ہیں سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔ غرضکہ ہمارے نبی کریمؐ نے بہت نشانیاں مثیل مسیح کی بتائی ہیں۔ میں ان میں سے چند کا یہاں ذکر کیئے دیتا ہوں۔ تاکہ اگر کوئی بالکل ناواقف ہو تو کچھ واقفیت حاصل کرے۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ مثیل مسیح کے وقت رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا یعنی چاند کو اپنے گرہن کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات کو اور سورج کو اسکے گرہن کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوے ہیں کبھی کسی نبی کو یہ نشان نہیں دیا گیا اور پہلے کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ رمضان شریف کے مہینے میں چاند کو اپنی پہلی رات جو تیرھویں رات ہے اور سورج کو اپنے بیچ کے دن میں جو اٹھائیسواں دن ہے گرہن لگے۔ یہ واقعہ اب ۱۳۱۱ھ ہجری میں ہوا۔ پھر فرمایا کہ اُسوقت اونٹوں کی سواری بیکار ہو جاے گی اور ایک ایسی سواری نکلے گی جس کے ذریعہ سے انسان سات دن میں دنیا کا چکر لگا سکے گا۔ سو دنیا کی لمبائی جو بیس ہزار میل ہے اور اسوقت ریل کے ایکسو دس میل فی گھنٹہ کے حساب سے چلانے کی کوشش امریکہ میں کی گئی ہے اور اسمیں کامیابی بھی ہو گئی ہے۔ چنانچہ نیویارک سے سنفرانسسکو تک ایسی ریل گاڑی کا انتظام کیا گیا ہے جو ضرورت پر ایکسو دس میل فی گھنٹہ چل سکے اور اس حساب سے قریباً اکیس ہزار میل سات دن میں انسان سفر کر سکتا ہے بلکہ بعض جگہ تو اس سے بڑھ کر تیز چلانے کی کوشش کیجا رہی ہے۔ اور مکہ و مدینہ کے درمیان بھی ریل طیار کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور ایک نشان یہ ہے کہ اُسوقت حج بند کیا جاوے گا۔ سو یہ بھی ہو چکا ہے اور اس سال بھی یہ تجویز کی گئی تھی

کو چھ بند کیا جاوے۔ کیونکہ سلطنت عثمانیہ میں حاجیوں کو اس وجہ سے کہ وہ طاعون زدہ علاقوں سے آتے ہیں بہت کچھ تکالیف برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ اب ہمکو اس مسیح کی تلاش کرنی چاہیے کہ وہ کہاں ہے آیا اسوقت جبکہ طاعون بھی پڑ چکی ہے قحط بھی پڑ چکے ہیں ریل اور تار بھی لگ گئے ہیں مسیح اور چاند کو رمضان میں گرہن لگے ہوئے بھی تیرہ برس گذر گئے۔ اب کہاں ہے وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کوئی دنیا میں دعویٰ بھی کرتا ہے یا نہیں۔ اب اگر دو شخص دنیا میں دعویٰ کرتے ہوں تو ہمکو مشکل پڑے گی کہ کسکو مانیں اور کسکو نہ مانیں لیکن آج اگر کسی نے دعویٰ کیا ہے تو وہ ایک ہی شخص ہے جو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ تمام پیشگوئیاں میرے حق میں ہیں اور میرے وجود پر منطبق اور میرے ہی زمانہ میں پوری ہوئیں اور میں ہی وہ ہوں جس کے بارے میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پیشگوئی فرمائی ہے اور جس کے آنے کی بابت **قرآن شریف** نے بڑے زور سے **اِطّلاع** دی ہے۔ اور دوسرے اکثر **اَنبیاءِ کرام** علیہم السلام نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس کی بابت اشارات کیے ہیں۔ وہی ہے جو فرماتا ہے کہ مجھ سے خدا تعالیٰ **مکالمہ و مخاطبہ** کرتا ہے اور مجھ پر آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد وغیرہم علیہم السلام کی طرح **وحی** نازل فرماتا ہے۔ میں خدا سے ہوں اور خدا مجھ سے ہے۔ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ خواہ تمام دنیا اپنے ناخنوں تک سارا زور لگائے پر یہ کبھی نہیں ہو گا کہ میں ہلاک کیا جاوں۔ میرے ساتھ خدا ہے اُسکے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے ہیں میں اپنے خدا پر پورا پورا بھروسہ رکھتا ہوں اور میں کسی کی پروا نہیں کرتا کہ وہ مجھ سے دشمنی کرے عداوت رکھے یا مجھے ایذا دینے کی کوشش کرے۔ دنیا میری مخالفت کرے گی اور علماء کہ جنکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُس وقت یہودی علماء سے کم نہ ہوں گے میرے ساتھ سخت دشمنی وعداوت کرینگے لیکن میرا بال تک بینکا نہ کر سکیں گے۔ وہ اُسوقت جبکہ ایک شخص بھی اُس کے ساتھ نہ تھا یہ باتیں کہہ چکا اور شائع کر چکا ہے کہ **یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ** اور **یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ** یعنی دور دور سے لوگ تیرے پاس آئینگے یہانتک کہ راستے اُن کے چلنے سے نیچے ہو جائینگے اور جب وہ آئیں گے تو اُن کے کھانے اور آرام کے لئے بھی تو سامان چاہییں اسلیے وہ فرماتا ہے کہ دور دور سے سامان بھی ہر طرح کے تیرے پاس پہنچیں گے۔ پھر وہ اُسوقت جبکہ ایک آدمی بھی اُس کے ساتھ نہ تھا فرماتا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ اور اس کے مخالفوں کے بارہ میں وہ کہتا ہے کہ مجکو خدا تعالیٰ بار بار کہتا ہے کہ **اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ** اور زور سے للکار کر کہتا ہے کہ کوئی ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ یاد رکھو جو میرے مقابلہ کے لیے آئے گا وہ آخر کار ذلیل اور رسوا ہو گا اور اُسکا انجام بُرا ہو گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مدتوں سے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونیکا دعویٰ کرتا ہے اور اس دعوے پر کئی برس گذر گئے لیکن کوئی نہیں جو مقابلہ میں اس سے پورا اُترا ہو

جو آتا ہے اُسکو ذلیل ہی ہونا پڑتا ہے - کیا کوئی جھوٹھا جو اتنی مدت سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونیکا دعوی کرتا ہے خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتا ہے - کیا خدا تعالیٰ نہیں دیکھتا کہ ایک شخص اُسکی طرف سے ہونیکا جھوٹھا دعوی کرتا ہے اور رات دن اُس کے مقرب بندوں کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ کیوں چُپ چاپ بیٹھا ہے کیا وجہ اس مفتری کو سزا نہیں دیتا لیکن اس واحد لاشریک خدا تعالیٰ کی قسم کہ جس کا مثل کوئی نہیں اور جس کی طاقت و قوت غیر محدود ہے اور جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے اور جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے اور ہمیشہ رہیگا اور جس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف اُتارا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور خدا تعالیٰ اُسکی مدد پر ہے - کوئی نہیں جو اسکو اور اس کے کارخانہ کو تباہ کر سکے کیونکہ یہ سب کارخانہ خدا تعالیٰ کا ہے اور وہ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے آج سے ستائیس برس سے بھی زیادہ گذر گئے کہ اسکو خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ مطّلع کیا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا - اس وقت کون ہے جو ہمیں ذرّہ بھر بھی شک کر سکے - کیونکہ اسکے بعد دنیا میں قحط پڑے - طاعون نے وہ زور دکھایا کہ لوگ چلّا اُٹھے - پھر زلزلہ سے وہ تباہی ڈالی گئی کہ ابتک اس کے نقصانوں کی مرمت نہیں ہو سکی - سردی نے سنہ ۱۹۰۵ء میں غیر معمولی طور سے زور پکڑا کہ تمام فصلات تباہ و برباد ہو گئیں یہ اسوقت کی بات ہے کہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ ایک دن مجکو خدا تعالیٰ مسیح ابن مریم کا مثیل کر کے دنیا میں مبعوث کرے گا اور یہ کہ لوگ اُسوقت میری سخت مخالفت اور تکذیب کرینگے اور اس کے بدلہ بڑے زور آور حملے کیے جائیں گے آج اس شخص کی طرف غور سے دیکھو کہ جو چھبیس ۲۶ برس پہلے اکیلا تھا اور اسقدر بشارتیں خدا تعالیٰ سے پارہا تھا کہ چار لاکھ کے قریب اس کے پیرو ہیں اور ہر طرف کے لوگ اس گمنام گاؤں میں کہ جسمیں بہت ہی کم لوگوں کی آمد و رفت تھی آرہے ہیں اور ہر ایک شخص جو وہاں آتا ہے اگر کچھ بھی اسمیں عقل ہو تو وہ خوب سمجھ سکتا ہے کہ میں خود اسکی پیشگوئی کو پورا کر رہا ہوں - میں بذات خود اس کی سچائی کا ایک نشان ہوں - اے وہ شخص جو کچھ بھی بینائی رکھتا ہے اپنی آنکھیں کھول کہ اسکی صداقت کا سورج نصف النہار پر ہے اگر تیری آنکھیں بند رہیں گی تو اسکا نقصان تجکو پہنچے گا نہ کسی اور کو وہ تو ہی ہوگا جو کہ ظلمات میں پڑا رہیگا یا کوئی اور اُس خدائے قہار کا عذاب تجکو پکڑیگا یا کوئی اور کہ وہ تو ہی ہوگا جو خدا کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک ہوگا یا کسی اور کو اسکا صدمہ پہونچے گا - یاد رکھ کہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا - کیا یہ تیرا خیال ہے کہ میں کسی بڑی قوم کا ہوں یا میرے پاس زر و جواہر ہیں یا میری قوت بازو بہت لوگ ہیں یا میں بہت بڑا رئیس یا بادشاہ ہوں یا بڑا ذی علم آدمی ہوں - سجادہ نشین ہوں یا فقیر ہوں اسلیے مجکو اس رسول کے ماننے کی حاجت نہیں - تو اے شخص

کہ جس کا ایسا خیال ہے یہ مت سمجھ کر تو نبی کریم کے حکموں پر چلتا ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک شخص کو مسیح موعود
کے آنے پر لازم ہے کہ اس کی اطاعت کرے یہانتک کہ اگر وہ حج کو جاتا ہو اور اسکو خبر ملے کہ مسیح موعود کا ظہور
ہوگیا ہے تو وہ شخص اپنا حج کا ارادہ چھوڑ دے اور پہلے اُس کی خدمت میں حاضر ہو اور پھر اسکی اجازت سے اگر وہ حج کی اجازت
دے تو حج کو جاے۔ اے مسلمانو وہ تمام نشانیاں جو مسیح موعود کیلیے بتائی گئی ہیں پوری ہوگئیں اور افسوس ہے کہ ابھی تمکو ہوش نہیں آتا تمکو کیا ہوگیا ہے کہ تم
سوے ہوے ہو اُٹھو اور گہری نیند سے چونکو اور دیکھو کہ اسلام آج چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے دشمنان اسلام اسپر حملہ کرنے کے درپے
ہیں اب بھی سوچو کہ وقت ابھی کچھ باقی ہے ایسا نہو کہ رہا سہا وقت بھی جاتا رہے اور پھر پچھتانا لاحاصل ہو اُٹھو اور
خدا تعالیٰ سے مدد مانگو کہ اُسکے سوا کوئی مدد دینے والا نہیں۔ اپنی حالت درست کرو کہ ایکدن خدا تعالیٰ کے سامنے جانا ہے
اور اس احکم الحاکمین کو منہ دکھانا ہے اُسدن خدا تعالیٰ کو کیا جواب دوگے کہ وہ اسلام جو ایکدن تمام دنیا پر حاوی
اور غالب تھا ہمارے اپنے اعمال کی وجہ سے اس درجہ کو پہنچا اور جبکہ ایک رہنما نے ہمکو بیدار کیا تو ہمنے بجاے اسکے
کہ اُسکا شکریہ ادا کرتے اُلٹے اُسکے گلے کا ہار ہوگئے اور لگے اُسکو گالیاں دینے۔ جیسا کہ ایک شخص صبح کی نماز کے وقت
کسیکو نماز کے لئے جگاے اور وہ بجاے اسکے کہ اُٹھکر نماز پڑھے جگانے والے کے گلے پڑجاے کہ صبح کی ٹھنڈی ہوا
اور میٹھی نیند میں مجکو جگاتے ہو۔ بھائیو! اُٹھو اور اس نسیم سحری اور شیریں خواب کی پرواہ نہ کرو کہ اسوقت وہ
دین جو رسول کریم کو ملا تھا ایک ضعف کی حالت میں ہے اسکی مدد کے لئے کھڑے ہو جاؤ کہ یہی وقت مدد کا ہے خدا
تعالیٰ کی طرف سے نور آگیا ہے اسکو قبول کرو کہ اب اسی میں بھلائی ہے ورنہ کوئی دم میں نقشہ بدلتا ہے۔ کل نبیوں نے متفق ہوکر
اس زمانہ کی نسبت خبر دی ہے کہ بڑے بڑے عذاب آئینگے سو طاعون اور قحط اور زلزلے آے اور ابھی دیکھیے کیا ہوگا
کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم آنکھیں کھولو اور ہوش میں آو۔ جس شخص نے آنا تھا وہ تو آچکا اب انتظار فضول ہے
تھوڑوں نے اسکو قبول کیا اور بہتوں نے انکار کیا جیسا کہ پہلے نبیوں کے متعلق سنۃ اللہ چلی آئی ہے اب بھی ویسا ہی
ہوا۔ وہ کسر صلیب کرنے والا آپہنچا اور اب خدا چاہے تو شرک کوئی دن میں اپنے ماتھے کے بل زمین پر جا پڑیگا
خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ بُرا شرک معلوم ہوتا ہے۔ اور تعجب ہے انسان کی عقل پر جو اپنے خالق کا کسی اور کو شریک ٹھہراتا ہے
لیکن یہ ہنسی کی بات نہیں ہے یہ رونے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرنے کا مقام ہے کہ خدایا تو ہماری عقلوں پر ایسے پردے
مت ڈال جس سے کہ ہم تجکو بھول جائیں۔ شرک کے بعد تکبر اور خود پسندی ہے کہ اول یہی گناہ سرزد ہوا ہے ابلیس نے
بھی پہلے پہل تکبر کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز جانکر آدم علیہ السلام کی تابعداری سے انکار کیا اسلیے اُسپر ذلت و خواری
ڈالی گئی۔ تکبر عزازیل را خوار کرد ✦ بزندان لعنت گرفتار کرد ✦ اسی لیئے قرآن شریف کے پڑھنے سے پہلے حکم ہے

کہ اعوذ پڑھ لیا کرو تاکہ ایسا نہ ہو کہ کسی بات کو پڑھ کر جو قرآن شریف میں آئی ہو اسکا انکار کر بیٹھو یا کسی بات میں تکبر کو راہ دو۔ یہ دو برائیاں ہیں جو آجکل دنیا میں بہت کثرت سے پھیل گئی ہیں اور شرک اور تکبر سے تمام دنیا میں اندھیر چھا گیا ہے۔ مشرکوں نے تو کسی اور کو خدا کا ثانی بنایا ہے اور تکبر والے خود ہی خدائی کا دعوی کرنے لگ گئے ہیں۔ اور گناہ دنیا میں اسقدر پھیل گیا ہے کہ قریب ہے کہ آسمان ٹوٹ پڑے یا زمین پھٹ جاوے اور لوگ اسمیں سما جائیں

اے میرے **احمدی بھائیو!** اگر ہمنے خدا تعالی کے ایک فرستادہ کو مانا ہے تو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اب ہم بالکل سبکدوش ہو گئے ہیں بلکہ ہمنے اپنے سر پر ایک بار گراں اُٹھا لیا ہے اور ایک کام اپنے ذمہ لیا ہے کہ جس کا کرنا سہل نہیں ہے بلکہ ایک نہایت ہی دشوار کام ہے کہ بجز خدا تعالی کی مدد کے کامیاب ہونا مشکل ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنا کوئی ایسی بات نہیں جو زبان سے کہدینے پر اس سے خلاصی ہو جاوے نہیں بلکہ اسکے لیے بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ ایک بہت ہی بڑی قربانی کی ضرورت ہے اپنی خواہشوں اور ارادوں کی قربانی اسکے لیے ضروری ہے

آج وہ وقت ہمکو ملا ہے کہ تیرہ سو برس سے لوگ اُس کا انتظار کرتے چلے آئے ہیں لیکن خدا تعالی نے جو ہمکو اس زمانہ میں پیدا کیا ہے تو بیفائدہ نہیں کیا۔ اُسکا ہمپر یہ بہت بڑا احسان ہے اور ہم اُسکے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے اور اُس مسیح کی شناخت عطا کرنی اور بھی بڑا فضل ہے۔ ایسی زبان کوئی نہیں جو اُسکا شکریہ ادا کر سکے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالی نے جس بات کا ارادہ کیا ہے اُسکو تو ضرور کر کے ہی چھوڑے گا۔ ہمکو جو اُسنے اس زمانہ میں پیدا کیا اور اُسکی شناخت عطا کی تو ہم کیوں نہ مفت کا ثواب حاصل کریں اور جبکہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھنے کا انجام عذاب ہے تو کیا وجہ ہے کہ کل دنیا سے مخالفت کر کے ایک خدا کے برگزیدہ بندہ کو نہ مانا جاوے اور پھر اسکی اطاعت نہ کر کے عذاب سہیڑا جاوے کیا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے وہی مثل ہوئی ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

اگر ہمکو دین اسلام کی مدد کرنیکا جوش نہیں تو بخدا ہم نہایت ہی سخت ٹوٹا پانیوالوں میں ہیں۔ وہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے کہ جس میں اسلام کی محبت نہو اور وہ آنکھ جو اسلام کی ترقی دیکھنے کی مشتاق نہیں پھوٹ جاوے تو بہتر ہے۔ ٹوٹ جائیں وہ ہاتھ جو اسلام کی مدد سے قاصر ہیں۔ رونیکا مقام ہے اگر ہم اسلام کی ترقی کی کوشش میں کچھ بھی سستی کریں۔ سو اے بھائیو! دعا کرو اور خدا تعالی سے مدد مانگو کہ اے رب ذی الاکرام اب ہم گنہگاروں پر رحم کر اور ہماری پچھلی خطاؤں کو معاف کر اور آیندہ ہمکو نیکی کی توفیق دے اور اے خدائے قادر جب ہماری جان نکلے تو ہم مسلمان ہوں۔ ہم ایک دم کے لیے بھی اشاعت دین سے غفلت نہ کریں۔ اے غیور خدا تو دیکھتا ہے کہ اسلام پر شرک نے کیسے کیسے حملے کیے ہیں پس ہماری مدد کر کہ ہم تیرے مسیح کے ساتھ ساتھ شرک کے توڑنے میں لگے رہیں ٭

انسانوں کے دو گروہ ہوتے ہیں ایک مردوں کا گروہ اور دوسرا عورتوں کا گروہ اور پھر یہ دو گروہوں کے دو
حصے ہیں ایک بچوں اور جوانوں کا گروہ دوسرا ادھیڑوں اور بوڑھوں کا گروہ۔ ہم میں سے بڑے تو اپنی خود مدد
کر رہے ہیں اور وہ اشاعت دین میں کوشش کر رہے ہیں۔ رات دن انہیں سے بعض اسی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں
کہ کسی طرح سے دین کی ترقی ہو اور اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ صبح و شام اٹھتے بیٹھتے انکو اسی
بات کی فکر ہے۔ انہیں سے بعضوں نے اپنی عمریں اس کام کے لئے وقف کر دی ہیں کہ وہ تمام عمر خدا کے دین کے پھیلانے
میں کوشاں رہیں انھوں نے سمجھ لیا ہے کہ دنیا چند روزہ ہے آؤ اسمیں ہم کچھ کام کر دکھائیں تا کہ مرنے کے بعد خدا
تعالیٰ کے روبرو سرخرو ہو کر پیش ہوں اور ایسا نہ ہو کہ ہم پر کوئی الزام رہ جائے کہ ہمنے دین کے پھیلانے اور لوگوں کے
دلوں میں سچائی کا بیج بونے میں کوئی سستی کی لیکن ہمنے کیا کیا اور خدا تعالیٰ کے پیغام کو سنکر کونسی تبدیلی اپنے
اندر پیدا کی۔ خدا تعالیٰ کی آواز کو سنکر پھر بھی غفلت میں ہی پڑے رہنے سے زیادہ اور کونسی بدنصیبی ہوگی۔ اس کا
جواب وہ کون ہوگا۔ کیا ہمارے بوجھ قیامت کے دن وہ لوگ اٹھائیں گے جو آج اشاعت دین میں لگے ہوئے ہیں
نہیں وہ کبھی نہیں اٹھا سکتے اور اگر انکو اجازت بھی ہوتی کہ کوئی کسی کے گناہ اٹھا سکتا ہے تب بھی وہ لوگ
کبھی نہ اٹھاتے وہ دن ایسا ہوگا کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ہے اگر بیٹا اسدن برضا و رغبت اپنے
باپ کے گناہ اپنے سر پر لینا چاہے گا تو اس کی درخواست کو قبول نہیں کیا جائیگا۔ سو ہمکو چاہیئے کہ آخرت کا توشہ
اپنے ساتھ لے جائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی کسیکو نصیحت کرتا ہے اور اسکی وجہ سے کوئی شخص ہدایت
پاتا ہے تو اسکا آدھا ثواب اس ہدایت کرنیوالے کو ملتا ہے۔ سو ہمکو اپنی اصلاح بھی کرنی چاہیئے اور دوسروں کو ہدایت اور
سیدھے راستہ پر لانے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے اسلئے ہمنے اس رسالہ کے نکالنے کی کوشش کی ہے کیونکہ انسان ایکدوسرے کو آگاہ کرتا اور
ترغیب دیتا ہے تو وہ خود بھی اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ ایسا نہ ہو کہ جب میں دوسرے کو اس سے
منع کروں تو وہ کہے کہ پہلے اپنی تو خبر لے۔ اور اگر اس نصیحت کرنیوالے شخص میں وہ بدی ہو تو وہ دوسرے کو کہکر پھر
اپنے آپکو بھی بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس رسالہ کے ذریعہ ہم اپنی اصلاح بھی کر سکتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں
بھی ایک صالح انسان بننے کے لئے منجملہ اور شرائط کے ایک یہی ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں
جیسا کہ فرمایا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ
فِي الْخَيْرَاتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ اور پھر اس شخص کی بھی یہ خواہش ہے کہ جسکے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔
اور بیعت کے معنی بیچنے کے ہیں جب ہم اسکے ہاتھ پر بک گئے تو پھر کونسی بات ہے جو ہمکو اسکے حکم کے ماننے پر مجبور کرتی ہے

اور دوسروں کو نیکی کی ترغیب دیتے اور بدی سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اب جو کچھ وہ کہے اُس کا پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔ اس خدا تعالیٰ کے فرستادہ نے کئی دفعہ کہا ہے کہ میرے دل میں بار ہا یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ کوئی ایسی کوشش کی جاوے کہ احمدی جماعت کے لڑکے اور نوجوان دین کے معاملہ میں خوب آگاہ ہوں اور تحریر و تقریر میں کسی دشمن سے نہ دبیں ہر ایک پہلو سے یہ علوم دینیہ میں مہارت رکھتے ہوں۔ سو آؤ اے بھائیو ہم اپنی کمریں کس لیں اور جسطرح سے ہو سکے اپنے آقا کی خواہش کو پوری کر دکھلائیں۔ ہمنے اپنے آقا کی اس خواہش کے پوری کرنے کے لیئے یہ تجویز کی ہے کہ ایک انجمن بنائی جاوے جس کے ماتحت تحریر میں ملکہ حاصل کرنے کے لیئے کم از کم ایک سہ ماہی رسالہ نکالا جاوے جسکو حضرت مسیح موعودؑ نے بھی پسند فرمایا ہے اور خود حضور علیہ السلام نے اس کا نام **رسالہ تشحیذ الاذہان** رکھا ہے اس رسالہ کے ذریعہ لکھنے میں مشق کریں اور اگر ہمارے سامنے کوئی کتنا ہی بڑا مخالف نامہ نگار چاند پر خاک ڈالنے کی ارادہ سے کھڑا ہو تو ہم اُسکو بزور تحریر نیچا دکھا سکیں اور تقریروں کے لیئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ انجمن مذکورہ یعنی انجمن تشحیذ الاذہان کے ماتحت **وقتاً فوقتاً** ایسے جلسے کیئے جائیں جن میں باہر کے طلباء احمدیہ کو بھی مدعو کیا جاوے اور اسطرح تقریر میں مشق کی جاوے۔ یہ تجویز ہے جو ہمنے دین کے کام میں مدد دینے کی کی ہے اب خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ اے خدا ہمکو ہمارے مقصد میں کامیاب کر آمین۔ اس رسالہ میں عورتوں کے متعلق بھی کچھ حصہ ہوگا اور اس میں عورتوں کے مضامین درج نہ ہوں گے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود جو گھر میں عورتوں کو وعظ اور نصیحت کرتے ہیں وہ وقتاً فوقتاً درج کیئے جایا کریں گے کیونکہ آج تک ایسا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی چونکہ عورتوں تک بھی اس آواز کا پہنچانا ضروری ہے اسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسطرح سے اس کام سے بھی سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش کی جاوے۔

سو اے میرے بھائیو برائے خدا اُٹھو اور اپنی مدد خود کرو تا کہ خدا تعالیٰ بھی تمھاری مدد کرے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو تا کہ خدا تعالیٰ بھی تمھاری جانوں پر رحم کرے۔ اور رات دن دعاؤں میں لگے رہو تا کہ ربّ العالمین ہم میں سے کسی کی دعا کو سن لے اور ہمپر رحم کرے کہ وہ بہت ہی رحیم و کریم ہے۔ میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ خود اپنی مدد کرو تا کہ خدا بھی تمھاری مدد کرے۔ چونکہ میں طول سے ڈرتا ہوں اسلیئے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ رَبَّنَا زِدْنَا عِلْمًا وَّاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ۔ اٰمِیْن

مسئلہ مورتی پوجا کے منطقی مباحثہ کی نسبت ایک منصف مسلمان کی رائے

ناظرین! شاید آپ مندرجہ بالا سُرخی پڑھ کر حیران ہوں گے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ یہ ایک اسلامی پرچہ ہے اور اس میں مورتی پوجا کا ذکر کیا معنی رکھتا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ مورتی پوجا کے متعلق ایک منصف مسلمان کی رائے کیا ہو گی۔ مگر میں آپ کو جلدی ہی اس حیرانی سے نکالنے کے لیئے بتلاتا ہوں کہ اصل بات کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سناتن دھرم پرچارک امرتسر کا ایک پرچہ میری نظر سے گذرا اسکے ستمبر ۱۹۰۵ء کے ۲۴ صفحہ کے سرے پر یہ سُرخی لکھی ہوئی تھی جسے دیکھ کر میں سخت حیران ہوا۔ شاید میں اس معاملہ میں قلم نہ اُٹھاتا کیونکہ یہ کوئی ایسا مضمون نہیں ہے کہ جسپر توجہ کیجاوے لیکن چونکہ راقم مضمون اثبات پر زور دیتا ہے کہ یہ ایک مسلمان کی رائے ہے اور ایڈیٹر صاحب بھی اسپر زور دیتے ہوئے یہ لکھتے ہیں کہ "ہم اُمید کرتے ہیں کہ جملہ محقق ہمارے منصف مسلمان کی تحریر کو پڑھ کر فائدہ اُٹھائیں گے" اسلیئے مینے ضروری سمجھا کہ اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ ممکن ہے کہ کوئی جاہل مسلمان اُس رسالہ کو پڑھ کر دھوکہ میں آگیا ہے اسلیئے یہ مضمون راہ راست پر لانے کا موجب ہو اور اسطرح ثواب حاصل ہو۔ اسلیئے ضروری ہوا کہ اس مضمون کی طرف بھی توجہ کی جاوے ؛

جہانتک مینے غور کیا ہے یہ کسی مسلمان کے قلم سے نکلا ہوا مضمون نہیں ہے میری یہ بات کہ یہ مضمون کسی مسلمان کا نہیں ہے دو معنی رکھتی ہے۔ اوّل یہ کہ کسی ایسے شخص کا مضمون نہیں ہے جو مسلمان کہلاتا ہو دوم یہ کہ اگر وہ شخص مسلمان کہلاتا ہے تو فی الحقیقت وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ اوّل تو اُسنے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ اُسنے انصاف کیا کیا لوگونکو دھوکہ میں ڈالدیا۔ اگر وہ مسلمان ہو کر ایسا کرنا چاہتا تو کرتا اُسے کون روکتا تھا وہ کھلم کھلا بتلا دیتا کہ میں فلاں مسلمان ہوں اور مورتی پوجا کے متعلق انصاف سے رائے دیتا ہوں اُسکو کس باتنے مجبور کیا کہ نام تک ظاہر نہ کیا۔ واہ رے منصفانہ رائے دینے والے تونے انصاف کا خون کر دیا۔ تیرے اس لکھنے سے لوگونکو دھوکا لگا کہ آیا تو مسلمان ہے کہ نہیں اگر نام بتلا دیتا تو انصاف کا خون کرنے والا کیوں کہلاتا۔ کیا یہی انصاف کا کام ہے۔ یہ بُزدلی تو ادنی مسلمان

بھی نہیں کر سکتا بلکہ یہ منافق کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ مینے اس مضمون کو پڑھ کر ستمبر کے مہینہ میں ہی ایڈیٹر صاحب کو لکھا تھا کہ براہ مہربانی اس مصنف مسلمان کا نام و پتا بتائیں کہ میں ایسے بزرگ مصنف کی زیارت کرنی چاہتا ہوں۔ اگر میری یاد دہشت غلطی نہیں کرتی تو میں کہہ سکتا ہوں کہ آدھ آنہ کا ٹکٹ بھی جواب کیلئے بھیجا گیا تھا نہ معلوم اڈیٹر صاحب کو کیا مشکل پیش آئی کہ اُسکا جواب بھی ابتک نہیں ملا۔ مینے تو ٹکٹ اسلیئے بھیجا تھا کہ شاید جلد جواب آئے بھلا جواب کیسے آتا۔ اگر راقم مضمون مسلمان ہوتا تو اڈیٹر صاحب اُسکا نام بتاتے کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اڈیٹر صاحب کو اُسکے بتانے میں کوئی عذر نہوتا اور نہ ہونا چاہیئے تھا۔ خیر مجھے اسبات سے بحث نہیں کہ یہ مضمون کسی ہندو کا ہے یا کسی مسلمان کا۔ ممکن ہے کہ کسی ایسے مسلمان کا ہو جو پہلے جنم میں ہندو رہ چکا ہو۔ مجھے تو نفس مضمون پر بحث کرنے سے مطلب ہے چونکہ راقم مضمون کہتا ہے کہ ہمارے مسلمان اسکو غور سے پڑھیں اسلیئے میں بھی کہتا ہوں کہ اے ناظرین آپ بھی غور سے پڑھیں اور اگر نقص رہ جائے تو چشم پوشی سے کام لیں ٭

اعتراض اہل اسلام سوائے خدا کے اور کچھ بھی نہیں مانتا ہے۔ صرف ایک خدا تھا اور ہے۔ اور وہی باقی رہیگا اور سب فانی یعنی دراصل کچھ ہے ہی نہیں۔ اب جو ہمارے مسلمان لوگ ہندوونکو بُت پرست کہتے ہیں وہ ذرا تعصب چھوڑ کر خیال کریں کہ جب صرف ایک خدا ہی تھا دوسری کوئی چیز ہی نہ تھی اور نہ کوئی دوسری چیز ہو سکتی ہے تو ہندو لوگ بُت پرست کیسے ہو سکتے ہیں کیونکہ بُت پرستی یا درخت پرستی تب کہلا سکتی ہے جبکہ خدا کے سوا کوئی اور معبود ہو۔ صرف ایک خدا ہے۔ اُسی کا ہی جلوہ ہے خدا کا جلوہ یا خدا کا کام یا خدا کی قدرت خدا سے علٰحدہ کبھی نہیں ہو سکتی ہے۔ پس جب اشیاء کا بیج (مادہ) خدا ہے تو کوئی شخص خدا کو چھوڑ کر دوسرے کی پرستش نہیں کر سکتا ہے۔ جبکہ دوسرا کوئی ہے ہی نہیں دنیا خدا ہی کا روپ ہے ٭

الجواب۔ معترض کی اس لمبی عبارت کا یہ مقصد ہے کہ جب خدا تعالیٰ ہی ہے اور سب چیزیں اُسی کا روپ ہیں تو پھر بُت پرستی کو بُت پرستی نہیں کہنا چاہیے بلکہ خدا پرستی کہنا چاہیے۔ اسمیں شک نہیں کہ تمام مخلوق کا خالق یا مبدأ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن یہ بات کہ سب چیزیں خدا ہیں کیونکہ یہ سب خدا کا روپ ہیں بالکل غلط ہے اور یہ اسلام پر افترا کیا جاتا ہے جبکہ کہا جاتا ہے کہ اسلام مانتا ہے کہ سب چیزیں خدا ہی ہیں کیونکہ جب یہ مان لیا جاوے کہ سب چیزیں خدا تعالیٰ ہی ہیں یا بالفاظ دیگر

خدا تعالیٰ ہی کا روپ ہیں تو کسی کی عبادت کرنا عبث ہے۔ کیونکہ انسان ان معنوں سے خود بھی تو خدا ہے تو پھر خدا کو کیا ضرورت پڑی کہ اپنے سے ادنیٰ خدا یعنی مٹی کی مورتوں وغیرہ کی پوجا کرے جسکو وہ اپنے ہاتھ سے بناتا ہے اور وہ چیزیں نہ نفع پہنچا سکتی ہیں نہ ضرر بلکہ بلانے پر جواب بھی نہیں دیتیں اس لیے عبادت بالکل باطل ہو جاتی ہے جو کسی چیز کی عبادت کرتے ہیں وہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اس بات کے تسلیم کرنے کے لیے طیار نہیں ہیں کہ وہ سب خدا کا روپ بلکہ ایک حد تک خود خدا ہیں تو پھر لازم آئیگا کہ خدا تعالیٰ کی مثالیں ہوں۔ مثلاً کہا جائے گا کہ خدا انسان کی شکل میں بھی ہوتا ہے درخت کی شکل میں بھی ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى یعنی اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ اس کی اعلیٰ مثل ہے یعنی وہ سب سے اعلیٰ مثال ہے اس جیسی کوئی مثال تمھارے خیال میں نہیں آسکتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز خدا تعالیٰ کی برابر کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔

ہاں یہ بات کہ مبداء تو ایک ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تمام چیزوں کو اسکا روپ یا اسکی صفات میں مشترک نہ سمجھا جائے باقی ہے۔ اسکا جواب میں چند مثالوں سے سمجھانا چاہتا ہوں۔ اول یہ کہ کوئی رئیس ہو یا کوئی ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو خواہ ہندو ہو خواہ مسلمان ہو۔ خواہ معترض صاحب ہوں الغرض اسکو کہدیا جائے کہ آپ خاکروب کے بیٹے ہیں (درانحالیکہ وہ نہیں) تو کیا یہ کہنا اس شخص کو برا معلوم نہ دیگا جسکو کہا جاتا ہے حالانکہ وہ خاکروب بہت حالتوں میں اسکے باپ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تو وہی اگر اس کے دو ہاتھ ہیں تو اس کے بھی۔ اگر اسکی دو آنکھیں جن سے کہ وہ دیکھتا ہے ماتھے کے نیچے ہیں تو اس خاکروب کی پاؤں میں نہیں کھانا پینا وغیرہ دونو کیلیے لازم ہے تو پھر اسکو کیوں برا لگتا ہے صرف نطفہ کا فرق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ باوجود اسکے کہ وہ ایک مبداء یعنی ایک انسان کی اولاد سے ہیں بلکہ بہت سی صفات میں مشابہت رکھتے ہیں پھر بھی ایک ذرہ سے فرق کی وجہ سے برابر نہیں ہو سکتے اگر کوئی برابر کہے تو ظلم کہلاتا ہے تو پھر کیا حرج ہے کہ خدا تعالیٰ تمام مخلوق کا مبداء بھی ہو لیکن پھر بھی مخلوق قابل عبادت نہ ہو جیسا کہ وہ خاکروب اس آدمی کا جو خاکروب کے نطفہ سے نہیں باپ نہیں کہلا سکتا۔ حالانکہ اسکے باپ کا اور اس خاکروب کا مبداء ایک ہی۔ اس سے صاف مثال یہ ہے کہ ایک گائے ہے وہ دودھ دیتی ہے پیشاب کرتی ہے گوبر کرتی ہے تو پھر کیا دودھ

پیشاب گوبر اور گاے بھی ایک دوسری کے برابر ہیں - دیکھو گاے مبداء ہے دودھ پیشاب گوبر اس سے نکلے ہیں - ہندو لوگ گاے کی پرستش کرتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں سُنا کہ کسی نے پیشاب یا گوبر کی پرستش کی ہو یا یہ کہ تمام دنیا دودھ پیتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ وہ لوگ پیشاب کو نہیں پیتے اور گوبر نہیں کھاتے جو کہتے ہیں کہ مبداء اور جو چیز اس سے نکلی ایک ہی ہوتی ہیں - افسوس لوگوں کی عقل کو کیا ہوا - اپنے روزانہ کاروبار میں دیکھتے ہیں کہ مبداء میں اور اُس چیز میں بڑا فرق ہوتا ہے جو اس سے نکلی ہو کیونکہ کبھی نہ سنا ہوگا کہ کسی نے گوبر کھایا ہو یا گوبر کی پرستش کی ہو تو پھر کیا وجہ کہ خدا تعالے اور اُسکی مخلوق کو ایک ہی رنگ میں تسلیم کیا جاوے کہ پتھر کی عبادت خدا کی عبادت ہے جبکہ گوبر کی عبادت گاے کی عبادت کے برابر نہیں ہو سکتی - تو پھر مخلوق کی عبادت خدا تعالے کی عبادت کے برابر کسطرح ہو سکتی ہے - اس سے بھی صاف مثال یہ ہے کہ ایک شخص ہے (مثلاً اُسکا نام زید ہے) اور ایک اُس کا لڑکا ہے مثلاً بکر تو کیا بکر کو چاہیے کہ زید کے پاخانہ کو خوب خُوش کرنے کی کوشش کرے کیونکہ وہ بھی تو بکر کے باپ زید سے ہی نکلا ہے تو بکر کو چاہیے کہ خوب سنبھال کر زید کے پاخانہ کی حفاظت کرے کیونکہ وہ بھی تو بکر کا ایک جزو ہے - نیز یہ کہ بکر زید کے بیج سے پیدا ہوا ہے اسلیے زید کی بیوی سے (جو بکر کی ماں) بکر کو صحبت کر لینی چاہیے کیونکہ بکر کا مبداء زید ہے اور مبداء جو کچھ اُس سے نکلے بقول معترض یکساں ہوتے ہیں لیکن ایسا ہرگز نہیں - اس سے معلوم ہوا کہ مبداء سے نکلی ہوئی دو چیزوں میں بڑا فرق ہوتا ہے تو مبداء اور نکلی ہوئی چیزوں کا کہاں تک فرق ہونا چاہیے - ان مثالوں سے خوب معلوم ہو گیا کہ مبداء اور مخلوق ایک چیز نہیں ہے - بہر حال بُت پرستی ہر طرح سے ناجائز ٹھہری اگر یہ بات تسلیم کی جاوے کہ مبداء اور مخلوق ایک ہی ہیں تو پھر کسی چیز کی عبادت کی ضرورت نہیں - اگر فرق ہے تو صرف خدا تعالیٰ کی ہی عبادت کرنی چاہیے جو عبادت کے لائق ہے پھر خدا تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ وَقَالَ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيدًا یعنی شرک کرنا بڑا ظلم ہے اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا اسکے سوا جسکو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جو کوئی اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں ہے - اے نام کے مسلمان سچ بتا کہ اگر اسی بُت پرستی کا نام شرک نہیں تو اور کیا چیز شرک ہے پھر فرماتا ہے فَاعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ اللہ ہی کی عبادت کرو - تو جب تو بُت پرستی کا

نام خدا پرستی رکھتا ہے تو پھر اس آیت کے کیا معنے ہیں وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ ذرا بتا تو سہی وہ کونسی چیز ہوتی ہے کہ جسکی خدا تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے جبکہ بُت پرستی کو اس سے علیحدہ کر لیا جاوے - قرآن شریف میں بہت سی آیات ہیں جو بتاتی ہیں کہ یہی بُت پرستی ہے اسکے سوا کوئی نہیں اور یہی اول درجہ کا شرک ہے اور یہ بڑا ظلم ہے - لیکن میں اپنے مضمون کو طول دینا پسند نہیں کرتا اسلیے اسبات کو یہانتک ہی چھوڑتا ہوں +

معترض خدا فرماتا ہے میںنے انسان اپنی شکل پر پیدا کیا +

الجواب سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی خدا تعالےٰ پاک ہے اس چیز سے جو وہ صفتیں کرتے ہیں یعنی یہ جو شکلیں وغیرہ قائم کرتے ہیں خدا تعالیٰ اس سے پاک ہے کیونکہ اگر شکل تسلیم کیجاوے تو پھر اُسکے لیے کوئی معین جگہ بھی تسلیم کرنی پڑے گی حالانکہ وہ تو ہر جگہ حاظر و ناظر ہے - جب اُسکی کوئی شکل ہی نہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اُسکی کوئی مثال ہی نہیں تو پھر اُس نے اپنی کس شکل پر انسان کو پیدا کیا وہ کہاں سے شکل آئی +

اسلام اس بات کے ماننے کے لیے ہرگز ہرگز طیار نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے بلکہ وہ کہتا ہے کہ یہ افترا ہوگا کہ خدا تعالےٰ کی کوئی شکل معین کی جاوے - ہاں ایک حدیث ضرور ہے جسکا ترجمہ لوگوں نے غلطی اور بد اندیشی سے کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اس حدیث کے یہ معنی ہرگز ہرگز نہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا کیونکہ ایسے معنے کرنے سے خدا تعالیٰ کی شکل تسلیم کرنی پڑتی ہے اور یہ بڑا کفر ہے - چونکہ یہ ضروری ہے کہ حدیث شریف کے وہ معنی کیے جائیں جو قرآن شریف کے مخالف نہ ہوں اسلیے اس حدیث کے معنی ایسے نہیں کرنے چاہییں جس سے کفر لازم آوے بلکہ وہ معنی کرنے چاہییں جو مخالف قرآن کریم نہ ہوں - ایسے معنے جو قرآن کریم کے مخالف نہ ہوں اس حدیث کے بہت سے ہو سکتے ہیں جنمیں سے ایک دو معنے بیان مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں - اوّلاً یہ کہ صُوْرَتِہٖ میں ہ کی ضمیر کو آدم کی طرف راجع کرو تو اسکا ترجمہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو آدم کی اپنی شکل پر پیدا کیا یعنی جیسی آدم کی شکل چاہیے تھی ویسی بنائی - اس صورت میں معنی صاف ہو جاتے ہیں - ثانیاً یہ کہ اگر ہ کی ضمیر خدا تعالیٰ کی طرف پھیری جاوے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی تصویر (نقشہ) کے مطابق بنایا یعنی جیسی صورت اللہ تعالیٰ نے آدم

کے لیے تجویز کی تھی اُسکے مطابق بنایا جیساکہ ہم کہدیا کرتے ہیں کہ فلاں مکان میرے نقشہ کے مطابق ہے بعض کے نزدیک عَلٰی صُوْرَتِہٖ کے معنی عَلٰی سِیْرَتِہٖ کے ہیں یعنی خداتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے اوصاف پر پیدا کیا ہے جس کی تفصیل کتب کلامیہ اسلامیہ میں ہے +

اس حدیث کے علاوہ کوئی مقام نہیں جو اسبات کی طرف اشارہ بھی کرے کہ خداتعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا صرف ایک حدیث ہے جسکا ترجمہ غلطی سے کیا گیا ہے میں بتلا چکا ہوں کہ اسکا ترجمہ بہت عمدہ اور صاف قرآن کریم کے مطابق ہو سکتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ وہی ترجمہ بحال رکھا جاوے جو قرآن کریم کے برخلاف ہو

معترض اگر ہم اسلام کی گہری اور باریک تہ تک بھی پہنچ جائیں اور اخیر درجہ پر بھی چلے جائیں توہمیں خدا کے سوا دوسرا اور کوئی معلوم نہیں ہوتا یہ سب کرشمے سب کام سب طاقتیں اور تمام شکلیں خدا ہی کی ثابت ہوتی ہیں ایسی حالت میں ہندوؤں کو بُت پرست کہنا اسلام کے خلاف ایک عملی کارروائی ہے

الجواب اس عبارت کا مطلب اُس عبارت کے مطلب کے جو پہلے سوال میں درج ہے بالکل مطابق ہے - اس لیے میں اس لمبے جواب کو دُہرانے کی ضرورت نہیں سمجھتا - ہاں اسجگہ معترض نے یہ بات زیادہ کر دی ہے کہ ایسی حالت میں ہندوؤں کو بُت پرست کہنا اور بتلانا اسلام کے خلاف ایک عملی کارروائی کرنا ہے - اے نام کے مسلمان سچ بتا کہ آیا یہ آیت قرآن کریم میں ہے کہ نہیں وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ اگر ہے تو پھر يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے کیا معنے اگر اسکے معنی بُت پرستی کرتے ہو تو پھر یہ تو بتائیے کہ ہمنے اسلام کے برخلاف کونسی عملی کارروائی کی کیا ایک آیت کے مطابق عمل کرنا اسلام کے خلاف عمل کرنا ہوتا ہے - شرم ! شرم !! شرم !!!

معترض میں بھی زور سے کہونگا کہ مسلمان بھی عمارت پرست ہیں کہ خدا کو سب جگہ مانتے ہوئے پھر ایک جگہ پر ایک خاص مقام کی طرف سجدہ کرتے ہیں +

الجواب اسکا جواب اہل اسلام کی طرف سے بار بار دیا گیا ہے مگر مخالفین اسلام بھی اس اعتراض کو دُہراتے ہوئے نہیں تھکتے - ہر روز نئے پیرایہ میں یہ سوال کیا جاتا ہے اور یہ اسلیے کیا جاتا ہے کہ مخالفین اسلام جانتے ہیں کہ اسلام کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس پر اہل اسلام کو بُت پرست کہا جا سکے - صرف یہی مسئلہ ہے - گو جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں اسکا جواب بہت دفعہ دیا جا چکا ہے اور اب ضرورت نہیں

کہ اس کے متعلق کچھ لکھا جائے مگر چونکہ یہ سوال ایک مصنف مسلمان کے قلم سے نکلا ہوا ہے اسلیے کچھ مختصر طور پر اس کا جواب بھی عرض کرتا ہوں *

تمام مذاہب اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ خالق حقیقی کی عبادت کرنی چاہیے اس میدان میں بھی سب سے آگے اسلام نے ہی قدم رکھا ہے کیونکہ اسلام کا خدا فرماتا ہے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ یعنی انسان کی پیدایش کی غرض یہ ہے کہ اپنے حقیقی خالق کی عبادت کی جائے۔ الغرض اس مسئلہ میں کسی مذہب کو اختلاف نہیں کہ خدا تعالےٰ کی عبادت ضروری ہے فرق ہے تو صرف اسبات میں ہے کہ وہ عبادت کس رنگ میں کی جاوے۔ ہاں یہ بات کہ کس رنگ میں عبادت کی جاوے واقعی قابل غور ہے کیا یہ ہونا چاہیے کہ جو شخص جسطرح چاہے عبادت کرے نہیں ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اگر انسان کو اجازت دیجائے کہ جسطرح جسے چاہے عبادت کرے تو ممکن ہے کہ کوئی زناکاری کو عبادت سمجھے جیسا کہ ہندوؤں کا ایک فرقہ کرتا ہے یا کوئی شراب خوری کو عبادت میں داخل کرے جیسا کہ عیسائی عشاء ربانی کے وقت کرتے ہیں اسلیے ضروری ہوا کہ جس کی عبادت کرنی چاہیے وہ خود ہی بتائے کہ میری عبادت اسطرح کرو کیونکہ جب انسان اپنے دوسرے بھائی کے دل کے حالات کو معلوم نہیں کرسکتا تو اُس وراء الوراء ہستی یعنی خدا تعالیٰ کے منشاء کو کسطرح معلوم کر سکتا ہے اسواسطے ہم خدا تعالےٰ کو بھی کسی طرح خوش نہیں کر سکتے جبتک کہ وہ خود نہ بتائے کہ میری اسطرح عبادت کرو۔ اس عبادت میں ایک عبادت کا نام نماز ہے جو خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کرکے پڑھی جاتی ہے اس کا نام معترض عمارت پرستی رکھتا ہے۔ افسوس مخالفین اسلام کو کیا ہوا کاش کہ یہ لوگ سوچتے اور کچھ غور کرتے کہ اہل اسلام کیوں بیت اللہ کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ ایک تو یہ اعتراض ہے۔ دوسرا یہ بھی کہ جب زمین پر سجدہ کرتے ہیں تو ایک ظاہر پرست خیال کرسکتا ہے کہ فرش کو سجدہ کرتے ہیں دوسرے اعتراض کا جواب ذرا مختصر ہے اسلیے میں پہلے عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ خدا تعالےٰ نے اپنی خوشنودی کا ایک طریقہ فرمایا ہے تو ہمیں اسکی خوشنودی کیلیے وہی کرنا چاہیے جو کچھ کہ وہ فرمائے ہوسکتا تھا کہ خدا تعالیٰ فرما دیتا کہ سجدہ کے وقت اپنی پیشانیوں کو درختوں سے لگاؤ یا آسمان کی طرف کرو۔ بہر حال مخالفین اسلام کو اعتراض کی گنجایش ہوتی اسلیے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تم کو وہ راہ بتلاتے ہیں جسپر کوئی اعتراض نہ ہوسکے کیونکہ یہ طریق تمھاری فطرت کے مطابق ہے۔ غور کرو کہ جب ایک معزز آدمی کسی جگہ کھڑا یا بیٹھا ہو تو دیکھو ایک رذیل آدمی اُسکی عزت کے لیے اپنے سر کو کماں کیطرح جھکاتا ہے

اس کا جواب معترض صاحب کو یہی دینا پڑے گا کہ وہ زمین پر رکھے گا اور اسطرح وہ عاجزی ظاہر کریگا کیا معترض صاحب اسوقت یہ کہنے کے لیے طیار ہوں گے کہ وہ اس معزز کے لیے نہیں جھکتا بلکہ زمین کیطرف جھکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب ہم اسبات کے اظہار کے لیے کہ ای ہمارے مالک ہمنے تیری رضا میں یہ سر دیدیا ہے اس سر کو زمین پر رکھیں تو کیا یہ زمین کو سجدہ کرنا ہوا اور اُس رذیل کے سجدہ کرنیکو اجہل سے اجہل انسان بھی زمین کو سجدہ کرنا نہیں کہتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ یہ شخص اس معزز آدمی کی عزت کیلیے کر رہا ہے۔

اب رہا یہ اعتراض کہ مکہ کی طرف کیوں مُنہ کیا جاتا ہے جیسا کہ میں ظاہر کر آیا ہوں ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا کہ تم نماز کے وقت فلاں طرف مُنہ کیا کرو۔ اگر خدا تعالےٰ کوئی سمت مقرر نہ کرتا تو ہر روز مسلمانوں کے درمیان فساد ہوتا۔ کوئی کہتا ہم اس طرف منہ کرینگے کوئی کہتا نہیں ہم تو اس طرف مُنہ کرینگے اور ایسا فساد ہوتا کہ خون بہ جاتے اسلیے خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا کہ خود سمت مقرر کردی اور ہمیشہ کے لیے اختلاف کو مٹا کر ایسا اتفاق پیدا کیا ہے جو تمام دنیا کے لیے نمونہ ہے کہ اہل اسلام کے درمیان کیسی ہی دشمنی کیوں نہو لیکن نماز کے وقت سب اکٹھے ایک جا ایک طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ چاہتا تو کہدیتا کہ مشرق کی طرف مُنہ کیا کرو یا مغرب کی طرف لیکن کیا مخالفین اسلام پھر یہ اعتراض نہ کرتے کہ یہ سمت کیوں مقرر کی ہے اسلیے فرمایا کہ مکّہ کی طرف منہ کرو تا کہ تمپر کوئی اعتراض نہ ہو سکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَقَالَ تعالےٰ جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے مکہ کو برکت والا گھر بنایا ہے اسمیں ایک عالم کے لیے ہدایت ہے اور اسمیں آیات بینات ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو عزت کا گھر بنایا ہے جو لوگوں کے لیے آرام گاہ ہے اسکے چند ثبوت میں بیان کرتا ہوں (۱) تاریخ گواہی نہیں دیتی کہ جو ایک قوم ایک ملک ایک نسل کے نزدیک عزت کا مقام ہو وہ دوسری قوم دوسرے ملک دوسری نسل کے نزدیک عزت کا مقام ہو مثلاً گنگا صرف ہندوؤں کے لیے معزز مقام ہے دوسرے کسی ملک کے لیے نہیں اور نہ کسی دوسری قوم کے لیے اور نہ پہلی نسلوں کے نزدیک تاریخ بتلاتی ہے کہ آریا ہندوؤں نے زمانہ شجاعت میں وادیٔ گنگا میں کیا کچھ کشت و خون نہیں کیا۔ کیا انھوں نے کوئی کسر چھوڑی ہے

پایہ کہ بیت المقدس تمام دنیا کے عیسائیوں کے نزدیک عزت کی جگہ ہے دیکھتے ہو کہ آج عیسائیوں کی کہاں تک طاقت ہے لیکن پھر بھی یہ نہیں ہو سکا کہ مسلمانوں سے لے لیں۔ پارسیوں کے آتشکدہ آج کہاں ہیں۔ الغرض جو مقام ایک قوم کے نزدیک ایک سلطنت کے نزدیک عزت کا گھر ہوتا ہے دوسری سلطنت کے وقت میں وہ قابل عزت نہیں رہتا وہ احکم الحاکمین قادر فرماتا ہے کہ ہم بھی ایک جگہ کو عزت والا گھر بناتے ہیں کوئی اس بات کو غلط تو کر کے دکھلائے بونا پارٹ کہاں کہاں تک گیا مگر مکہ کی طرف رُخ نہیں کر سکا۔ سکندر اعظم یونان سے ہند تک پہونچا مگر مکہ میں داخل ہونا نصیب نہ ہوا۔ انگریز کہاں کہاں دنیا کے کناروں پر پہنچے مگر یہ نصیب میں نہیں کہ کہیں مکہ مدینہ میں داخل ہو سکیں۔ یہ کیوں ہوا۔ یہ اسلیے ہوا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یعنی اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو عزت کا گھر بنا دیا تو پھر کسطرح ممکن ہے کہ اسپر دنیاوی بادشاہ قابض ہو جائیں۔ دیکھو اہل اسلام کا مرجع یعنی مکہ مسلمانوں کے پاس ہے عیسائیوں کا مرجع بیت المقدس مسلمانوں کے پاس ہے۔ پھر ہندوؤں کے تیرتھ عیسائیوں کے پاس ہیں گویا تمام دنیا سے اعلیٰ اسلام ہی ہے۔ ہمیشہ حق کی فتح ہوتی ہے اگر تم دنیاوی طور پر اسلام کا دیگر مذاہب سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو دیکھ لو۔ باوجودیکہ کہا جاتا ہے کہ آج اسلام گری ہوئی حالت میں ہے پھر بھی دیکھ لو کوئی مذہب و ملت نہیں جو اسلام کے ماتحت نہیں کیونکہ جب انکا مرکز ماتحت ہوا تو وہ خود بھی ماتحت ہوے۔ یہ بڑی بھاری نشانی ہے غور کر کے دیکھو سلطنتیں۔ قومیں۔ نسلیں بدل گئیں مگر مکہ ویسا ہی عزت کا گھر رہا۔ یہی بات تو ہے جو خدا تعالیٰ کی قدرت نمایاں ظاہر کرتی ہے کاش کہ دنیا غور کرے کہ یہ نشان ہر وقت زندہ اور قادر مطلق خدا تعالےٰ کو دکھلا رہا ہے +

(۲) ہاجرہ علیہ السلام وادیے غیر ذی زرع (مکہ) میں اکیلی چھوڑی گئی تھیں۔ جب اُنھوں نے خدا تعالےٰ کی طرف رجوع کیا تو خدا تعالیٰ نے اُسی وادیے غیر ذی زرع کو تمام جہان کا مرکز بنا دیا۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ ہر وقت ہمارے سامنے زندہ نشان رہے اگر دنیا ہمکو علیحدہ کر دے تو ہم گھبرائیں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں خدا تعالیٰ ہماری خود مدد کریگا اور آخر کار حضرت ہاجرہ کی طرح ہمیں بھی اپنی گود میں لیگا۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا گیا۔ مگر دیکھو عاقبت کس کے لیے ہوئی۔ مکہ والوں کیلیے یا رسول کریم کے لیے۔ وہ کون تھا جو دس ہزار صحابہ کے ساتھ اسی مکہ میں داخل ہوا جہاں سے نکالا گیا تھا

وہ کون تھا جس نے کہا کہ اے مکہ والو تمھارے ساتھ کیا کیا جاوے اور کس نے کہا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یہ نشان ایک عقلمند کی توجہ کو اسبات کی طرف کسطرح کھینچتا ہے کہ سچے کی کتنی ہی مخالفت کیوں نکیجاوے آخرکار سچا آدمی فاتح و منصور ہوتا ہے - پھر یہ نشان نبی کریم کی صداقت کو کسطرح ظاہر کرتا ہے -

(۴) خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ یعنی توحید کا پہلا گھر جو دنیا میں بنایا گیا ہے وہ بیت اللہ شریف ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ دنیا میں کوئی توحید کا گھر نہیں ہے اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ کوئی ہے تو بتلائے کہاں ہے اسکا نام کیا ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ بیت المقدس توحید کا گھر ہے - مگر یاد رہے کہ بیت اللہ شریف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اور بیت المقدس حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بنا - اور یہ مسلمہ بات ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت سلیمان سے پہلے تھے - چونکہ بیت اللہ ہی سب سے پہلا توحید کا گھر ہے اسلیے خدا نے مکہ شریف کو

الحال میں مندرجہ بالا چار نشانوں کی طرف اشارہ کرکے اسبات کے ثبوت کو ختم کرتا ہوں کہ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ عقلمند کے لیے کافی ہے - جو کچھ کہ میں نے مختصراً بیان کیا ہے اگر سوچنے والا کوئی ہے

الغرض خدا تعالیٰ نے مکہ معظمہ کو اسلیے کعبہ مقرر کیا ہے کہ دنیا غافل نہ ہو جاوے اسکے سامنے ہر وقت خدا تعالیٰ کی قدرت والے ہاتھ کا نشان موجود ہے ورنہ اسلیے نہیں کہ مکہ کی پرستش کی جاوے فتدبر

معترض ہمیں شک کرنا کفر ہے کہ خدا سب جگہ موجود ہے اور اُسکی کوئی شکل نہیں +

الجواب کاش پہلے بھی کہا ہوتا ناظرین کو دوسرے سوال اور اُس کے جواب کے پڑھنے کی تکلیف نہ ہوتی اب کسطرح کہتے ہو کہ کوئی شکل نہیں - پہلے تو فرماتے تھے کہ اُس نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا اور یہ فرماتے ہیں کہ تمام چیزیں خدا ہی کی شکل ہیں - سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد +

معترض جب پوجا یا عبادت کا سوال اُٹھتا ہے تو ضرور ایک خاص مقام یا تصویر کا مبارک نشان سامنے رکھا جاتا ہے

الجواب یہ بالکل غلط سوال ہے کہ عبادت کیوقت تصویر کا آنا دلمیں ضروری ہے یہ ایک مشرک کی فطرت ہے مومن کی فطرت کا یہ تقاضا نہیں جیسا کہ ہم دنرات دیکھتے ہیں جب ہم خود ایک چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں تو اسکا انکار کسطرح کردیں ہم تو ہروقت دیکھتے ہیں کہ عبادت کیوقت کبھی بھی تصویر کو سامنے رکھنے کی ضرورت نہیں مشرکو نکو یہ سوال کرنے کی خوب پریکٹس ہوگئی ہے کہ دل کے تسلیم کرنے کے لیے ایک شکل کی ضرورت ہے - بھلا میں دریافت کرتا ہوں کہ ہوا کی کیا صورت ہے پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ ایتھر کی کیا شکل ہے - جب تم اسبات کو تسلیم کرتے ہو کہ یہ دونو چیزیں دنیا میں موجود ہیں یہی نہیں بلکہ کہتے ہو کہ اگر ہوا ایک منٹ نہ ملے تو انسان کا خاتمہ

ہو جاوے پھر بھی اُس کی شکل نہیں دکھا سکتے تو کس طرح ممکن ہے کہ اُس وراء الورا ہستی کو کسی شکل میں دیکھلو۔ اسوقت مجھے ایک کہانی یاد آئی ہے۔ ایک فقیر سے کسی کی بحث ہوگئی کہ خدا تعالی ہے کہ نہیں بحث کنندہ نے فقیر کو کہا اگر خدا تعالی موجود ہے تو مجھے دکھلا فقیر نے ایک ڈھیلا اُٹھا کر اسکے سر پر مارا بحث کنندہ قاضی کے پاس گیا قاضی نے فقیر کو بُلا کر کہا کہ تُنے اسکے سوال کا جواب تو نہیں دیا اُلٹا اس کے سر پر ڈھیلا مارا۔ فقیر نے کہا کہ حضور اسکے سوال کا یہی جواب تھا قاضی نے کہا کسطرح فقیر نے کہا یہ مجھے درد دکھاوے کہاں ہے میں اسکو دکھلا دوں گا کہ خدا کہاں ہے۔ یہ بالکل سچ ہے جب ہم روزمرہ اور ہر لمحہ ایسی چیزوں کو تسلیم کرتے ہیں جن کی شکل ہمنے کبھی نہیں دیکھی اور نہ دیکھ سکتے ہیں تو پھر کیا حرج ہے اگر خدا تعالی کو بھی بغیر شکل کے مان لیا جاوے +

معترض۔ میری اپنی رائے تو یہ ہے کہ مورتی پوجا کے بغیر کوئی بھی خدا کو پا نہیں سکتا +

الجواب یہ دعویٰ بلا دلیل ہے کہ بُت پرستی کے سوا کوئی خدا کو پا نہیں سکتا اور یہ ہرگز ہرگز کسی مسلمان کا کلمہ نہیں ہے سوائے ایک خاص فرقہ کے تمام دنیا بڑے زور شور سے چلا کر کہتی ہے کہ مورتی پوجا کرنیوالا ایک خدا کو پا ہی نہیں سکتا بلکہ خدا تعالی کو وہ پاتا ہے جو بت پرستی سے سخت بیزار ہو جبکہ اکثر دنیا یا یوں کہو کہ قریبًا تمام دنیا یہ گواہی دیتی ہے کہ خدا تعالی کے ساتھ شرک کرنے والا ایک خدا کو پا ہی نہیں سکتا۔ (جیسا کہ سوائے سناتن دھرم والوں کے ہر ایک فرقہ اور ہر ایک مذہب کی کتابوں سے معلوم ہو سکتا ہے اور جسکا یہاں ذکر کرنا باعث طوالت ہوگا) تو پھر کیا وجہ ہے کہ صرف ایک خاص فرقہ کی رائے کو ایک خاص وقعت دیجاوے جبکہ وہ فرقہ کوئی عملی نمونہ بھی پیش نہیں کر سکتا حالانکہ دوسرا فریق جو کثرت سے ہے بہت سے نمونے پیش کرتا ہے۔ اے نام کے مسلمان ذرا بتا کہ تو اپنے آپکو کسطرح مسلمان کہہ سکتا ہے جبکہ اسلام کے سب سے پہلے اور سب سے ضروری اصول لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے تسلیم کرنے سے ڈرتا ہے بلکہ دعوی کرتا ہے کہ ایسا کرنیوالا خدا کو پا ہی نہیں سکتا۔ اور بتا تو سہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بُت کی پوجا کی تھی جسکو تو بھی خدا تعالی کا سب سے پیارا نبی مانتا ہے اور تو انکی اُمت میں ہونیکا فخر کرتا ہے۔ یاد رکھ کہ آجکل بھی خدا تعالی نے تیرے جیسوں کے لئے اپنا ایک پیارا بھیجدیا ہے جس کا نام مبارک حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود ہے۔ دیکھو وہ بت پرستی سے کتنا بیزار ہے۔ پھر دیکھو کہ کسطرح تمام دنیا کو للکار کر کہتا ہے کہ میں خدا تعالے کی طرف سے ہوں۔ میں نے خدا تعالے کو پا لیا ہے اور خوب پا لیا ہے اگر تم خدا تعالی کو

پانا چاہتے ہو تو آؤ میں تمھیں راہ دکھاوں - لیکن اس کوچہ میں داخل ہونے کی شرط یہ ہے کہ بُت پرستی مت کرو - اگر تجھے یقین نہیں تو ذرا آنکھیں کھول اور دیکھ کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور زمین و آسمان اُس کی تصدیق کے لیئے کیا کیا نشان دکھا رہے ہیں۔

اب میں اپنی تحریر کو بند کرتا ہوں - صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر پھر ضرورت پڑی تو اس پر مفصل بحث کی جاوے گی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اے بار الٰہ ہمکو وساوس شیطانی سے بچا +

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ

عبدالرحیم از دارالامان قادیان
۱۰ فروری ۱۹۰۶ء

اخوّتِ اسلامی

اللہ تعالیٰ کے لیئے حمد ہو جو تمام کائنات کا پیدا کرنے والا اور اُسکا پالنے والا ہے - وہ ذات کیا ہی عالی شان اور بابرکات ہے جو اس تمام عالم کو جسکو ہم دیکھ سکتے ہیں اور جس کو ہم نہیں دیکھ سکتے پرورش کر رہی ہے - اور تمام موجودات جس میں ہم خود بھی داخل ہیں اپنی بقا کے لیئے اُس مبداء الفیوض کی ایسی ہی محتاج ہے جیسی اپنی پیدایش کے وقت تھی اور اُسکی ربوبیت کے فیوض اب بھی اگر ایک لمحہ کے لیئے ہم سے علٰحدہ ہو جائیں تو ہم تمام نیست و نابود ہو جائیں اور وہی حالت ہو جائے جو کبھی اس مخلوق کے ہونے سے پہلے تھی - جب ہم اللہ کی مخلوق پر نظر دوڑاتے ہیں اور اسکے خالق و ربّ کی طاقت و علم کا تصور باندھتے ہیں اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ اُس محسن حقیقی نے ہر ایک چیز کو اُسکی پیدایش کے بعد کسطرح اُسکے مناسب حال اور مفید مطلب اعضاء اور قوٰی اور اندرونی اور بیرونی اسباب سے مہیا کر دیا ہے جس سے وہ اپنی ہستی کو قائم رکھ سکے اور پھر کسطرح ہر ایک چیز کو ان اسباب سے فائدہ اُٹھانے اور ان سے بچنے کی ہدایت کر دی ہے تو ہماری روح بے اختیار سجدہ کر اُٹھتی ہے اور اُس قادر مطلق اور محسن حقیقی کے

سامنے رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی (ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور پھر اُس کے مناسب حال اعضاء اور قویٰ دیکر اُن کے استعمال کرنے کی ہدایت بھی کردی) بڑھتی ہوئی گر جاتی ہے۔ اور ایک ایسی لذّت حاصل ہوتی ہے جس کے سامنے تمام لذات ہیچ ہو جاتی اور پھیکی پڑ جاتی ہیں۔ پھر اُس کے یہ انعامات جسمانیت تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ جسطرح اُس نے جسم کی پرورش کے لیے اپنی رحمانیت سے لاانتہا اسبابوں کا ایک سلسلہ پیدا کر دیا ہے اسی طرح روح کی پرورش کے لیے بھی روحانی اسباب پیدا کیے ہیں اور یہ دونو سلسلے ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں اور دونو ایک دوسرے کے مطابق ایک ہی طرز پر چلتے ہیں۔ جسطرح اللہ تعالیٰ نے ظاہری ہدایت کے لیے سورج چاند وغیرہ ستارے بنائے ہیں اور جانداروں کی پرورش کے واسطے وقت پر بارش کرتا رہتا ہے اور ہوا اور پانی کے انتظام کر دیے ہیں اسی طرح اس پاک ذات نے روح کی ہدایت اور پرورش کے لیے ملائکہ اور کتب اور رُسل اور الہامات کی بارش کا انتظام کر دیا ہے اور یہ تمام چیزیں بحیثیت مجموعی ایک سلسلہ کے رنگ میں روح اور اُس کے ربّ کے درمیان ایک شفیع کا کام کر رہی ہیں ہاں جسطرح ظاہری نظام میں سورج سب سے زیادہ مفید اور روشنی دینے والا ہے اسی طرح ہمارا آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نبیوں کا سردار ہے ہر ایک قسم کی برکات محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں پس بابرکت ہے وہ جسکو اُس نے پڑھایا اور جس نے اُس سے پڑھا وہ تمام نبیوں اور راستبازوں کا سردار ہے اور یہ محض فخر سے بیان نہیں ہے بلکہ ایک امر واقعی کا اظہار ہے ❊

اللہ تعالیٰ کا کام اور کلام اسبات کی شہادت دے رہے ہیں اور اُسکا قول و فعل اسبات پر مہر کر چکا ہے اور عقلمند کے لیے انکار کرنے کی گنجائش نہیں رہی وَكَفٰى بِاللّٰہِ شَہِيْدًا

اور اللہ تعالیٰ نے فَبِھُدٰىھُمُ اقْتَدِہْ فرما کر بتایا کہ پہلے تمام راستبازوں کے کمالات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جمع ہیں اور حضور کے اصحاب کی تعداد پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے برابر ہے اور خاتم النبیین کہکر بتایا کہ کمالات نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے ہیں آیندہ جو انعامات دیے جائینگے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور غلامی سے حاصل ہونگے اور کوئی متکبر سانپ اس باغ الٰہی میں داخل نہیں ہو سکے گا اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ طوعاً و کرہاً ماننا پڑیگا اُسکے تمام کام بڑی حکمت اور علم پر مبنی ہوتے ہیں۔ اپنے سے اعلم کی بات پر اعتراض کرنے سے

سوائے ندامت اور خواری کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ ادب سے پوچھنے والے کو علم دیا جاتا ہے اور گستاخ اور متکبر کا منہ راہ ہدایت سے پھیر دیا جاتا ہے اُس سے کون پوچھ سکتا ہے کہ تونے سورج کو اسقدر روشن کیوں بنایا جو اُس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہی سوال کرے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے) اُسنے اپنے فضل سے اُس خاتم النبین پر کتاب بھی ایسی نازل کی جو خاتم الکتب ہی اللہ تعالیٰ نے فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ فرما کر بتا دیا کہ یہ کتاب تمام جہان کی صداقتوں پر مشتمل ہے اور روحانیت میں کوئی ایسا سچا اصول نہ کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا جو قرآن شریف میں نہ پایا جاوے امام وقت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے بڑے زور سے یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ کوئی مخالف اسلام کوئی سچی بات جو توحید الٰہی اور روحانی ترقی اور بعد الموت رضوان الٰہی کا باعث ہو ہمارے سامنے لاوے وہ ہم قرآن کریم سے نکالکر دکھا دینگے۔ وہ کتاب کیا ہی پیاری ہے جسکی صفت میں آیا ہے لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (نہ باطل اُسکے آگے آسکتا ہے اور نہ اُسکے پیچھے سے کیونکہ یہ بڑے مقتدر حکیم حمید خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے) اب جیسا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوۃ کے تمام کمالات کا جامع ہے اور جو کتاب اسپر نازل ہوئی وہ تمام ہدایتوں اور صداقتوں کی جامع ہے۔ اسی طرح جو ہدایت ان کے ذریعہ دنیا میں ہوئی ہے وہ ہدایت بھی سب سے اعلیٰ ہے اور اُسکا دائرہ سب سے زیادہ وسیع ہے میں نے اس مضمون میں ارادہ کیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باہمی تعلقات کی اصلاح کی ہے انہیں سے کچھ نمونہ کیطور پر پیش کیا جاوے اور جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا منکر ہے اُس سے اُسکی نظیر مانگی جاوے اور یہ ثابت کیا جاوے کہ اسلام نے جو کچھ حقوق عباد اور ان کے باہمی تعلقات جنکو قرآن شریف نے بعض جگہ میں لفظ اخوت سے تعبیر کیا ہے۔ سب سے اعلیٰ اور اتم اور اکمل ہیں۔ اگر کبھی سچی اخوت دنیا میں ہوئی ہے تو وہ اسلام کے اصولوں کی تابعداری کا نتیجہ ہے۔ اور آیندہ اگر دنیا کی قسمت میں عالمگیر اخوت لکھی ہوئی ہے تو وہ اسلامی اصولوں پر چلنے سے حاصل ہوگی اور یہ کہ صرف اسلامی اصول ہی ایسے ہیں جو اعتراضوں اور تنقید کی چکی کے نیچے بھی ثابت رہ سکتے ہیں اور اس قابل ہیں کہ اُن تمام پر انسان انشراح صدر سے عمل کر سکے اور جو انسانی فطرت کے خلاف نہیں

ہیں کیونکہ فطرت اور اسلامی احکام ایک ہی خالق کے بنائے ہوئے ہیں۔ اسجگہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے دلکو کھولدے اور میرا کام مجھپر آسان کر دے اور میری کمزوریوں کو دور کر دے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کی توفیق دے جو کچھ کہ میں لکھوں ناظرین اُسے سمجھ جائیں اور انکے لئے مفید اور بابرکت ہو۔ اے اللہ میرا علم و بیان دونو ناقص ہیں مگر تیرے کام و احکام نقصوں سے پاک اور منزہ ہیں مجھے غلطی سے بچا اور سیدھے راہ کی ہدایت فرما۔

اس بات کو سمجھنے کے لیے کہ اسلام نے آکر دنیا میں کیا کچھ کیا اور کیا کچھ کر سکتا ہے ہمیں ضروری ہے کہ عرب کی حالت قبل از اسلام پر تھوڑے وقت کے لیے غور کریں اور دیکھیں کہ اُس سوسائٹی کی کیا حالت تھی جس کی سب سے پہلے اسلام کو اصلاح کرنی پڑی اور اُس بیمار کی حالت کیسی خطرناک تھی جسپر اسلام کا نسخہ پہلی دفعہ تجربہ کیا گیا اور اُس نے نکلی شفا پائی پھر صرف شفا یہی بس نہیں کی بلکہ اسکو ایسا مضبوط و توانا کر دیا کہ تاریخ اُسکی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ جس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرسل من اللہ ہونے کا دعوی کیا اور اپنے پاک مذہب اسلام کی تبلیغ شروع کی اس وقت کی حالت پر اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ اُس حالت کا نام تمام زمانوں کے تمام لوگوں نے متفق الرائے ہو کر زمانہ جہالت رکھا اور غیر اقوام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بالاتفاق اُمّی (جس نے ماں کے پیٹ سے نکلکر کچھ نہ سیکھا ہو) کا خطاب دیا اُن کی روحانی اور اخلاقی تباہی اور اُن کی جہالت درندگی اور وحشت جس کے ہونے سے وہ انسانیت کے درجہ سے گر چکے تھے قران کریم اسطرح بیان فرماتا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔ (تحقیق ہمنے نازل کیا اسکو سخت اندھیری رات میں) چونکہ قران کریم اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام دنیا مخاطب ہے اسواسطے یہ رات کا فتویٰ بھی تمام جہان کے لیے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (تمام جہان خشکی اور تری پر فساد ظاہر ہو چکا اور تمام اقوام خواہ اُن کے پاس آسمانی کتاب ہو یا نہیں خواہ مہذب ہے یا غیر مہذب مفسد ہو چکی ہیں۔ لیکن ہمیں کچھ شک نہیں ہے کہ اس سیل ضلالت کا سب سے بڑا گرداب عرب کی تاریک و تار سرزمین میں پڑتا تھا۔

اُن کے ہر ایک کام میں اُن کے ہر ایک کلام میں اندھیر پڑا ہوا تھا اُن کی ہر ایک رسم و رواج

اندھیری اور تاریک رات کی فرزند تھی اور اسی کی گود میں اُنھوں نے پرورش پائی تھی اور اُسوقت تک خوب مضبوط ہو چکے تھے - موسیٰ کا ید بیضا، اُن کی ظلمت کو دور نہ کر سکا اور مسیح اُن کے مُردوں میں زندگی کی روح نہ پھونک سکا، توریت کی توحید اُنکو بُتوں کی غلامی سے آزاد نکر سکی یونان اور ایران کی تہذیب نے اُنپر کچھ اثر نہ ڈالا - اللہ کی کُرسی پر اُنھوں نے کتنے بتونکو بٹھا رکھا تھا کہ ہندوؤں کے بتوں کی طرح اُنکو گننا یا اُن کے ناموں کی فہرست دینا یا اُن کے طرز عبادت کو بیان کرنا ایک بیجا و فضول کوشش ہوگی جس کا نتیجہ ناکامی ہے - یہی سب سے پہلی اور بڑی غلطی تھی جس میں تمام قوم مبتلا ہو چکی تھی - الٰہ واحد کے چھوڑ دینے سے اُنمیں وحدت کالعدم ہو گئی تھی اور جب اُنکو کہا گیا کہ حقیقی اللہ ایک ہی ہے تو اُنھوں نے تعجب سے کانوں پر ہاتھ دھرے اور اپنی حیرانی کا اسطرح اظہار کیا اَجعل الآلھۃ الٰھًا واحدًا ان ھذا لشیءٌ عجاب

(انھوں نے تمام معبودوں کی جگہ ایک ہی بنا دیا ہے تحقیق یہ بڑی عجیب بات ہے +

غرض مختلف بتوں کے پوجنے کے سبب سے اختلاف و نفاق اُن کے رگ و ریشہ میں دھنس گیا تھا - قوم ضد و تعصب و بغض و عداوت سے تباہ ہو چکی تھی اُن کا جوا + و مہمان نوازی مار دھاڑ اور چوری پر ختم ہوتی تھی - اُن کے میلوں اور مجمعوں کا انجام کشت و خون ہوتا تھا اُن کے کھیلوں اور گھوڑ دوڑ کا نتیجہ لمبے اور خونریز جنگیں ہوا کرتی ہیں - ایک لڑائی جس کا نام جاہلیت کے اشعاروں میں حرب بوس ہے) کی بنیاد یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کسی کے کھیت میں چلا گیا - کھیت والی عورت نے اُسے مارا اونٹ والے نے اُس عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی - اسبات پر ۴۹۴ عیسوی سے ۵۳۴ تک برابر لڑائی ہوتی رہی - اول یہ لڑائی بنو بکر اور بنو تغلب میں شروع ہوئی مگر رفتہ رفتہ عرب کے تمام قبائل اسمیں شریک ہو گئے - ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارے گئے ایک اور لڑائی ۵۶۸ عیسوی سے ۶۳۱ تک جاری رہی - اس کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ داحس نام ایک گھوڑا تھا - گھوڑدوڑ میں وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا ایک شخص نے آگے بڑھ کر

نوٹ + عربوں میں یہ رسم تھی کہ قحط کے زمانہ میں جوا کھیلتے تھے اور جوے میں جو ہار جاے وہی قحط زدگان کی دعوت دے ہارنیکے بعد اسپر لوگونکے پاس دعوت کے لیے کچھ نہیں رہتا تھا اسلیے رواج ہو گیا تھا کہ جوا ہارنیوالے چوری کرکے یا ڈاکہ مار کر قحط زدوں کو دعوت دیا کرتے تھے +

اُسے بدکا دیا اتنی بات میں ایسا رَن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے اس لڑائی کا خاتمہ اُسوقت ہوا جبکہ بعض قبیلے اسلام لائے ۔ شراب خواری زناکاری قماربازی انسان کے فرائض منصبی کا درجہ حاصل کرچکی تھی اور ان باتوں میں وہ ایسے درجہ کمال تک پہنچ چکے تھے کہ یورپ کی موجودہ تہذیب کا اُس سے مقابلہ کرنا اُس کی ہتک کرنا ہوگا ۔ چھوت کا یہ حال تھا کہ ہمارے ہندوستان کی چھوت اگر اُسکے سامنے ہو تو مارے شرم کے مُنہ چھُپائے ۔ غرض انکی ہر ایک بات اُن کے باہمی فرقہ نفاق کی طرف لیجارہی تھی اُسپر طرہ یہ تھا کہ وہ اپنی اس خطرناک حالت سے بالکل ناواقف تھے اور اُن کی حالت بعینہ پرانی کہانیوں کے ملاحوں کی طرح تھی جن کے جہاز کو تباہ کن مقناطیسی چٹان کھینچ رہی تھی اور وہ جزیرہ کے دھوکا دہ سبزہ زار اور پھل وپھول کو دیکھ کر مست ہو رہے تھے یا اُن کی حالت ٹھیک اُس بدقسمت کی طرح تھی جو سراب کو سایہ درخت اور ٹھنڈے پانی کے فوارے خیال کرتا ہے اور آخر اُن خیالی باغوں کی تلاش میں بصد حسرت اپنی جان دے دیتا ہے ۔ جیساکہ اللہ تعالے سورہ نوؔر میں فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (اور وہ لوگ جو کافر ہوئے اُن کے تمام کام سُراب کی طرح ہیں جو ایک میدان میں ہے پیاسا آدمی اُسکو پانی سمجھتا ہے اُسوقت تک کہ اُسکے پاس جائے ۔ جب اُس کے پاس پہنچتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی چیز نہ تھی ۔ اور اللہ کو اُس کے پاس پاتا ہے ۔ اللہ تعالے اُسکو اُسکا حساب پورا دیدیتا ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے) اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ

+ جس بُت کو ایک شخص پوجے دوسرا اُسے پوجنا اپنی ہتک سمجھتا تھا خواہ وہ بُت اُسی معبود کا ہو جسکی وہ خود پوجا کرتا ہے ۔ ایک شخص کے زین یا گھوڑے کو دوسرا استعمال نہیں کرسکتا تھا ۔ کسی شخص کی ہانڈی پر اگر دوسرے غیر شخص کا سایہ پڑجاے تو کھانا خراب ہوجاتا تھا لیکن اتنی بات ضرور تھی کہ اُن کی چھوت کے ساتھ غیرت ملی ہوئی تھی ۔ اگر ہمیں وہاں کی طرح یہ نہیں تھا کہ دھیلے کے گرم پکوڑے اور اُنکو ایک مکروہ اور گندے رومال میں ڈالکر دوکان کے چبوترہ پر سب سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گئے تاکہ کوئی اور ساتھ نہ بیٹھ جاے +

مِنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْهَا (تم آگ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے پر اللہ تعالیٰ نے تمھیں اُس گڑھے میں سے نکال لیا) غرضکہ عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی جس کا تھوڑا نمونہ دکھا چکا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ کا نور آیا اور تمام اندھیرا جاتا رہا اور وہ آگ کا گڑھا جس میں عرب جل رہے تھے نار ابراہیم کی طرح گلزار سے بدلگیا اور ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی برکت سے وہ تمام آگ بجھ گئی اور ایسے باغ و بستان پیدا ہوگئے جنکے نیچے نہریں جاری ہوں اور درخت نہایت مضبوطی سے زمین میں جڑیں پکڑ چکے ہوں اور اتنے بلند ہوگئے ہوں کہ کسی بداندیش دشمن کا تباہ کن ہاتھ نہ پہنچ سکتا ہو اور وہ اپنا پھل بروقت دیتے رہتے ہوں جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا پ ۲۶ - ع ۱۲

وادخل الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت جنّٰت تجری من تحتها الانهار خٰلدین فیها باذن ربهم تحیتهم فیها سلام ۔ الم تر کیف ضرب الله مثلاً کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها ۔ ویضرب الله الامثال للناس لعلهم یتذکرون ۔ (سورہ ابراہیم رکوع ۴)

ان المتقین فی جنّٰت وعیون ۔ ادخلوها بسلام اٰمنین ۔

ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقابلین (الحجر ۔ رکوع ۴)

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

کھاتے وقت خیال کرنا چاہیے کہ آج سے چھبیس یا ستائیس برس پہلے خدا تعالیٰ کا وعدہ شایع کیا گیا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق ان سب لوگون کے آنے سے پہلے خدا تعالیٰ نے ان کے آنے کی خبر بھی دی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ ان کے کھانے کی سامان بھی میں دور دور سے تیرے پاس لاؤنگا ان باتون کو دیکھ کر کتنا خدا پر بھروسہ کرنا چاہیئے کہ خود بخود بغیر ہماری کوششون کی ہر قسم کی سامان مہیا کرتا ہے

ایک روز ایک عورت نے دوسری عورت کا گلہ کیا آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہ بہت بری عادت ہے جو خصوصاً عورتون میں پائی جاتی ہے چونکہ مرد اور بہت کام رکھتے ہیں اس لئے انکو شاذ و نادر ہی ایسا موقع ملتا ہے کہ وہ بیفکری سے بیٹھ کر آپس میں باتیں کریں اور اگر ایسا موقع بھی ملے تو انکو اور بہت سی باتیں ایسی ملجاتی ہیں جو وہ بیٹھ کر کرتے ہیں لیکن عورتون کو علم ہوتا ہے اور نہ کوئی ایسا کام ہوتا ہے اسلیئے سارا ان کا شغل سوائے گلہ اور شکایت کے کچھ نہیں ہوتا۔ ایک شخص تھا اسنے کسی دوسرے کو گنہگار دیکھ کر خوب اس کی نکتہ چینی کی اور کہا کہ تو دوزخمیں جائیگا۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیون تجکو میری اختیارات کس نے دیے ہیں دوزخ اور بہشت میں بھیجنے والا تو میں ہی ہون تو کون ہے ایسا چاہیئے تجکو دوزخ میں ڈالا اور یہ گنہگار بندہ جس کا تو گلہ کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ ایسا ہے اور ویسا ہے اور دوزخمیں جائیگا اسکو میں نے بہشت میں بھیجدیا ہے سو ہر ایک انسان کو سمجھنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہو کہ میں ہی الٹا شکار ہو جاون

فرمایا دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اسکی کنجی اسکے پاس ہوتی ہے کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنا کیا فائدہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص بڑے گنہگار ہوگا خدا تعالیٰ اسکو کہیگا کہ میرے قریب ہو جا یہانتک کہ اسکی اور لوگون کے درمیان اپنے ہاتھ سے پردہ کر دیگا اور اس سے پوچھے گا کہ تو نے فلان گناہ کیا اور فلان گناہ کیا۔ لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ گنائے گا وہ کہیگا کہ ہان یہ گناہ مجھ سے ہوئے ہیں خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ اچھا آج کے دن میں تیرے سب گناہ معاف کئے اور ہر ایک گناہ کے بدلے دس دس نیکیونکا ثواب دیا تب وہ بندہ سوچے گا کہ جب ان چھوٹی چھوٹے گناہونکا دس دس نیکیونکا ثواب ملا ہے تو بڑے بڑے گناہونگا تو بہت ہی ثواب ملیگا یہ سوچکر وہ بندہ خود ہی اپنے بڑے بڑے گناہ گنائیگا کہ الٰہی ابھی تو یہ گناہ بھی کیے ہیں

ڈائری حضرت امام الزمان

اس رسالہ میں مندرجہ بالا سرخی کے ماتحت حضور علیہ السلام کی نصائح درج ہوا کرینگے جو گھر مین عورتون کے متعلق بیان فرمایا کرتے ہیں (ایڈیٹر)

ایک روز کسی بیمار بچہ نے کسی سے کہانی کی فرمایش کی تو اُس نے جواب دیا کہ ہم تو کہانی سنانا گناہ سمجھتے ہیں. حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ گناہ نہیں کیونکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ انحضرت صلعم بھی کبھی کبھی کوئی مذاق کی بات فرمایا کرتے تھے اور بچون کو بہلانے کے لئے اسکو روا سمجھتے تھے جیسا کہ ایک بڑھیا عورت نے اپسے دریافت کیا کہ حضرت کیا میں بھی جنت میں جاؤن گی فرمایا نہیں وہ بڑھیا یہ سنکر رونی لگی فرمایا روتی کیوں ہے بہشت میں جوان داخل ہونگے بوڑھے نہیں ہونگے یعنی اسوقت سب جوان ہونگے اسی طرحسے فرمایا کہ ایک صحابی کی داڑھ میں درد تہا وہ چھوارا کہاتا تہا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بچہ کے ہاتھ سے ایک جانور جسکو حمیر کہتے ہیں چھوٹ گیا وہ بچہ رونے لگا اس بچہ کا نام امیر تہا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا امیر مافعل حمیر اے امیر حمیر نے کیا کیا لڑکے کو قافیہ پسند آ گیا اس لئے چپ ہوگیا۔ ایک بچہ کی خبر لگی کہ اُس نے کوئی شرارت کی ہے یعنی آگ سے کچھ جلادیا ہے فرمایا بچون کو تبنیہ کردینا بھی ضروری ہے - اگر اسوقت انکو شرارتوں سے منع نہ کیا جائے تو بڑے ہوکر اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ بچپن میں اگر لڑکے کو کچھ تادیب کی جاوے تو وہ اس کو خوب یاد رہتی ہے کیونکہ اسوقت حافظہ قوی ہوتا ہے (اسموقعہ پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت صاحب بچون کو ہر وقت مارنے اور جھڑکتے رہنے سے بھی سخت منع کرتے ہیں ہر ایک کام ایک اندازہ تک ہونا چاہئے مندرجہ بالا ذکر سے مراد حضور علیہ السلام کی یہ ہے کہ بچہ کو بالکل آوارہ نہیں چھوڑ دینا چاہئے (ایڈیٹر)

ایک دن حضور علیہ السلام بیمار تہے ایک شخص کو کچھ چیزین فواکہ کی قسم سے لانے کیلئے امرتسر بہیجا جب وہ آیا تو اسوقت حضرت کی طبیعت زیادہ ناساز تھی اسوقت ایک میوہ کی خواہش ہوئی جو اُس شخص سے منگوایا تہا لیکن وہ امرتسر سے نہیں لایا تہا تہوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ قاضی نظیر حسین صاحب تحصیلدار تشریف لائے اور وہی پھل ساتھ لائے آپ نے فرمایا ہمارے گھر کے لوگون کو ان چیزون کے . . . .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضروری نوٹ

پیشتر اسکے کہ ہم اس رسالہ کو ختم کرین۔ ہم چاہتے ہین کہ ناظرین کو اطلاع دین۔ کہ ۳۲ صفحے کے بعد کیون بار بار ۱ و ۲ صفحہ لکھا گیا ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمنے یہ ارادہ کیا ہے کہ رسالہ اسطرح چھاپا جایا کرے کہ اس رسالہ کی .... کچھ مدت بعد الگ الگ کتابین بنجایا کرین۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر چہار آخری مضامین کے دو دو صفحے دیے گئے ہین اور اون کے آخر مین باقی آیندہ کا لفظ بھی نہین لکھا گیا تا کہ ناظرین ان اوراق کو الگ الگ کر کے کتاب کی صورت مین اکھٹا کر سکین فی الحال ہمنے کل صفحون کو اس طرح پر تقسیم کیا ہے۔

۱۔ مختلف مضامین[ل]	پہلے ۳۲	صفحے
۲۔ عربی سیکھنے کے لیے آسان طریقے	۲	″
۳۔ مکتوبات امام الزمان	۲	″
۴۔ مسائل شرعیہ	۲	″
۵۔ ڈائری حضرت اقدس	۲	″

مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان

ل سوانح مشاہیر الاسلام ان ۳۲ صفحون کے اندر ہون گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ انتظام کیا جائیگا۔ کہ سوانح مشاہیر الاسلام بھی اوراق ہی ہون تا کہ وہ بھی کتاب کی صورت مین علحدہ جمع ہو سکین۔

اغراض وقواعد رسالہ

الف ۔ اغراض رسالہ مندرجہ ذیل ہون گے ۔

(۱) اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنا۔

(۲) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نصائح جو گھر مین کیے جاتے ہین۔
وقتاً فوقتاً لوگون تک پھونچانا ۔

(۳) اسلام پر اور خصوصاً سلسلۂ عالیہ احمدیہ پر جو اعتراض کیے جاتے ہین۔ اونکی تردید بتہذیب کرنا

(۴) مشاہیر اسلام کی سوانح عمریان درج کرنا۔

(۵) مسائل شرعیہ درج کرنا تاکہ ناوقف لوگ واقفیت حاصل کرین ۔

(**ب**) قواعد رسالہ مندرجہ ذیل ہون گے ۔

(۱) اس رسالہ سے کوئی مالی فائدہ ذاتی اغراض کے لیے ہرگز ہرگز منصور نہ ہوگا۔ اور جو مالی فائدہ ہوگا اسکو
اشاعت اسلام مین خرچ کیا جاوے گا۔

(۲) یہ رسالہ ۔ مارچ ۔ جون ۔ ستمبر اور دسمبر کی پہلی تاریخ کو قادیان دار الامان سے شائع ہوا کریگا۔

(۳) یہ رسالہ چالیس صفحون پر ہوا کریگا۔ ٹائیٹل پیج علحدہ ہوگا۔

(۴) قیمت ۱۲ رسالانہ بہر صورت پیشگی وصول کیجاویگی۔

(۵) مضامین جو بغرض اندراج رسالہ آئین گے اونکے متعلق ایڈیٹر صاحب کو اختیار رہوگا کہ اگر مناسب
سمجھین تو درج کرین۔

(۶) اس رسالہ کے ایڈیٹر حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب صاحبزادہ حضرت اقدس
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین۔

(۷) نمونہ کا پرچہ نین آنے کے ٹکٹ بھیجے پر مل سکتا ہے

(۸) تمام خط وکتابت اور ترسیل زر بنام مینیجر ہو ۔

مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان

باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک مطبع انوار احمدیہ پریس مین مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان کے لیے چھاپا گیا۔

عربی سیکھنے کے لئے آسان طریقے

اِس سُرخی کے ماتحت پہلے پہل ہم وہ فقرات درج کرینگے جو حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے اسلئے مرتب کئے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے لوگ اسے یاد کریں تاکہ عربی زبان آجائے (ایڈیٹر)

يَا هُوَ مَنْ اَنْتَ	او جانے والے تو کون ہے
مِنْ اَيْنَ جِئْتَ	کہاں سے آیا ہے
اَيْنَ تَذْهَبُ	کہاں جائے گا
مَا اسْمُكَ	تیرا کیا نام ہے
مَا اسْمُ اَبِيْكَ	تیرے باپ کا کیا نام ہے
مَا اسْمُ اَخِيْكَ	تیرے بھائی کا کیا نام ہے
كَمْ اِبْنٌ لَكَ	تیرے بیٹے کتنے ہیں
بِنْتٌ اَوْ لَا	کوئی بیٹی ہے یا نہیں
نَافِلَةٌ اَوْ لَا	کوئی پوتا یا نواسہ ہے یا نہیں
اَيْنَ خَتَنُكَ	تیرا داما کہاں ہے
اَيْنَ صِهْرُكَ	تیرا خسر کہاں ہے
اَيْنَ جَدُّكَ	تیرا دادا کہاں ہے
اِخْتَثْ فِي الثَّفِيَّةِ	چولہے میں پاتھی (اُپلا) لگا
يَرْقُصُ الْبَشِيْرُ	بشیر ناچتا ہے
طَهَفْلْتُ	میں نے چینہ کی روٹی کھائی اور ارادہ ہے کہ جب تک زندہ ہوں گیہوں کی روٹی کھاؤں گا
اَلْيَوْمَ مَا اَطْبَخُ لَكُمْ	آج میں تمہارے لئے کیا پکاؤں
اِطْبَخِ الْفُوْلَ مَعَ اللَّحْمِ	سیم کے بیج اور گوشت پکاؤ

اُثْفُ الْقِدْرَ

لَا تَنْظُرِ الطَّفَّ وَاعْطِفْ عَلٰی مَنْ عَطَفَ

اَلْفَنَدُ يُخْجِلُ الْاِنْسَانَ اِذَا ظَهَرَ وَبَانَ

اِذَا جُعِلْتَ مِنْ رَكْبِ الْاَمَارَاتِ
فَكُنْ قَعِيْدًا لِاَهْلِ الْحَاجَاتِ

لَا تَلْقَى الْفَرَحَ مِنْ غَيْرِ اَنْ تَلْقَى التَّرَحَ وَالْبَرَحَ

اِسْحَقِ الْاَبَازِيْرَ عَلَى الْمَدَاكِ بِالْفِهْرِ

دُقِّ الْمِلْحَ فِي الْهَاوُنِ بِالنَّصَّابِ

اَفِي الْجَرَّةِ مَاءٌ

اَفِي الثِّفْنِيَةِ نَارٌ

فِي الْبَالُوْعَةِ ضِفْدَعٌ

عَلَى السَّقْفِ طَيْرٌ

فِي نَعْلِكَ عَقْرَبٌ

قَمِلَ رَأْسُكَ اَمَا تَغْتَسِلُ

مَا رَأَيْتُكَ فِي الْمَسْجِدِ اَلَا تُصَلِّيْ

مَا اَكَلْتَ الْيَوْمَ

اَكَلْتُ الْمَرَائِبَ وَالْقَرْعَ

اَلْاٰنَ قَدْ نَدِمْتَ وَمَا يَنْفَعُ النَّدَمُ

هَوَجُ الْمَرْءِ يُبْطِلُ اَمْرَهُ

اَطْعِمْ قَبْلَ خُلُوْفِ الْمَطْعُوْمَاتِ

وَفَرِّقِ اللَّحْمَ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ قَبْلَ الْاِنْتِنَاتِ

اَرَاكَ تَحَرَّى طَعَامًا يَضُرُّكَ

چولھے پر ہانڈی رکھ

یہ مت دیکھ کہ کوئی عیب سے آلودہ ہو اور اسپر مہربانی کر

جھوٹھ انسان کو شرمندہ کرتا ہے جب ظاہر ہو جائے اور کھل جائے

جب تو امیری کی شترسواروں مین داخل کیا جائے
تو حاجت والون کا شتر بار بردار ہو جا

تو خوشی نہیں پائے گا جبتک کہ غم اور تکلیف نہ اُٹھائے

سل پر مصالحہ پیس بٹے سے

جٹو میں نمک کوٹ

کیا گھرے میں پانی ہے

کیا چولھے میں آگ ہے

چوبچہ میں ایک مینڈک ہے

چھت پر پرندہ ہے

تیری جوتی مین بچھو ہے

تیری سر میں جوئیں پڑ گئیں کیا تو غسل نہیں کرتا

مینے تجکو مسجد میں نہیں دیکھا کیا تو نماز نہیں پڑھتا

آج تونے کیا کھایا

مینے دہی اور کدو (رائتہ) کھایا

اب تو شرمندہ ہوا جبکہ شرمندگی کچھ فائدہ نہیں دیتی

شتابکاری مرد کی اسکو نام رکھتی ہے

کھانا کھلا کھانے کے سڑنے سے پہلے

اور گوشت مسکینوں کو بانٹ گوشت کے سڑنے سے پہلے

میں دیکھتا ہوں کہ تو اس کھانیکا ارادہ کرتا ہے جو تجھے

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

اِس سرخی کے نیچے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے وہ خطوط درج کرینگے جو آپ وقتاً فوقتاً اپنے دوستوں کو لکھتے رہے ہیں یا آئندہ لکھیں گے۔ اِس سے ہماری یہ غرض ہے کہ ہم تمام خطوط کو جو ہمیں مل سکیں ایک کتاب کی صورت میں ترتیب دے سکیں اور وہ خطوط ہمیشہ کے لئے کتاب کی صورت میں محفوظ رہ سکیں

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عفی عنہ بخدمت عزیزی اخویم خان صاحب محمد علیخان صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچکر موجب مسرت و انشراح خاطر ہوا۔ اگرچہ طبیعت اِس عاجز کی کسی قدر علیل تھی اور نیز ضعف بہت تھا مگر میں نے نہ چاہا کہ آپ کو بہت انتظار میں رکھوں اسلئے بلحاظ اختصار آپکے سوالات کا جواب دیتا ہوں (۱) جو شخص اِس عاجز سے بیعت کرے اسکو قال الرسول کا پابند ہونا ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ حنفی ہو یا شافعی وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ اللہ جل شانہ کے کلام عزیز پر ایمان لاوے اور جہانتک ممکن ہو اُسپر عمل کرے اور آثار صحیحہ نبویہ کا اتباع کرے (۲) بیعت کرنیوالے کے لئے ان عقائد کا ہونا ضروری ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق اور قران شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں اور جسقدر مہدی دنیا میں آئے یا آئینگے انکا شمار خاص اللہ جل شانہ کو معلوم ہے وحی رسالت ختم ہوگئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہیں ہوگی یہ سلسلہ ائمہ راشدین اور خلفاء ربانیین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔ کسی کو گذشتہ لوگوں میں سے بجز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع فضائل و کمالات میں مثیل نہیں کہہ سکتے اور ممکن نہیں کہ کسی کمال نوع کی خدمت گذاری میں آیندہ اس سے بہتر پیدا ہوں جزئی فضیلت کے لحاظ سے بعض لوگ مثیل ٹھہر سکتے ہیں جیسے صحابہ اور اہل بیت کی یہ فضیلت جو انہوں نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی کے وقت میں ایسی وفاداری دکھلائی کہ اپنے خونوں کو پانی کیطرح بہا دیا

دیکھا اور اُسی چہرہ سے عاشقانہ زندگی بسر کی اور اسلام پر پہلے پہل مخالفوں کی حملے ہوئے تو جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر ان کو روکا اور اسلام کو زمین پر جمایا اور اسلامی ہاتیوں کو زمین پر پھیلایا اور کفر کے زور کو مٹایا اور قرآن شریف کو دیانت اور امانت سے جمع کر کے تمام ملکوں مین رواج دیا اور اسلام کی صداقت پر اپنے خون سے مہریں کر کے اِس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ بلاشبہ انکی اِس فضیلت کو بعد میں آنے والی نہیں پا سکتی وذلک فضل الله یوتیه من یشاء مگر اسکے سواء ہر ایک کمال کیحاصل کرنے کے لئے دروازے کھلے ہیں خدا تعالیٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجہ کے پیارے بندے اور امام الوقت اور خلیفۃ اللہ فی الارض اب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوئے تھے اور اب بھی خدا تعالیٰ کی انعام اکرام کی وہ راہیں کھلی ہیں جو پہلے کھلی تھیں۔ نبوۃ و رسالت بھی ظلی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں جس قدر سالک کی استعداد ہوگی ضرور پرتوہ نور کا پڑے گا زندہ اسلام اسی عقیدہ کا نام ہے مگر جو لوگ امانت و خلافت و صدیقیت کو پہلی اماموں پر ختم کر چکے ہیں اُن کے ہاتھ میں اب مردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی بیجان تصویر انکے ہاتھ میں ہے یاد رکھنا چاہئے کہ جو مذہب آئندہ کمالات کے دروازے بند کرتا ہے۔ وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے۔ قرآن شریف کی رو سے انسان کی یہاری دعا یہی ہے کہ وہ روحانی ترقیات کا خواہان ہو غور سے پڑھنا چاہئے اس آیت کو اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم دوسرے یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ مجرد کسی قسم کے رشتہ سے خواہ کسی رسول سے ہو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ فقط رشتہ کی فضیلت پر ناز کرنا نامردوں کا کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ذوالقربیٰ میں سے ہر ایک شخص جو قابل تعریف ہے وہ رشتہ کے لحاظ سے ہرگز نہیں وقال الله تعالیٰ اِنَّ اکرمکم عند الله اتقاکم تیسرے یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف ابتک ہر ایک قسم کی تصرف سے بکلی محفوظ ہے اور کوئی ایسا قرآن نہیں جو کوئی شخص اسکو غار میں یہ ان لوگوں کا بہتان ہے جنکو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں۔ چوتھے یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں اور ایسا ہی عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیت کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے

اِس لئے اس بےمثل خدا نے ایک کامل بلکہ اکمل اور بےمثل کتاب اُتاری جو کہ سب صداقتوں پر مشتمل ہے سب صداقتوں کی ہر ایک قسم کے دلائل ہر ایک زمانہ اور طبقہ کے معترضین کے جوابات پر حاوی ہے جیسا کہ فرماتا ہے لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ تاکہ سب باطل دینوں پر دین حق کو غالب کر دے لیکن اپنے ظاہر کر دیا تھا کہ یہ وقت تو اس غلبہ کے شروع کا وقت ہے اور ایک وقت ایسا آنیوالا ہے کہ ہر ایک مذہب دوسرے پر موج کی طرح گرے گا اور مذاہب کا بہت ہی بھاری دنگل ہوگا اور تبلیغ کے ذرائع مہیا اور آسان کئے جائیں گے تو اس وقت ہم اس بےمثل نبی کا ایک خلیفہ مبعوث کرینگے کہ جسکے ہاتھ پر یہ غلبہ پورا ہوگا اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ یہ اسوقت ہوگا جبکہ اس نبی کے بعد اسقدر زمانہ گذر جائے گا جسقدر کہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح علیہما السلام کے درمیان گذرا تھا اور اس صادق مصدوق بےمثل نبی نے بتا دیا تھا کہ وہ مہدی اور مسیح اور امام اور حکم ہوگا یعنی جسطرح مسیح لَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا (خدا تعالیٰ نے مجھے جبار و بدبخت نہیں بنایا) تھا اسیطرح وہ بھی جبار نہ ہوگا اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ حاکم اور قاضی نہ ہوگا۔ کیونکہ پہلے نبیوں پر حاکم ہونیکی وجہ ظالموں نے جبر کا الزام لگایا تھا۔ بلکہ وہ ضرور ضرور حکم ہوگا اور خدا تعالیٰ کی اس جامع کتاب کے ذریعہ سے کہ جسکی حفاظت اور بیان فتح اور جمع کرنا بھی خدا نے اپنے ذمہ لیلیا ہوا ہے سب بیرونی اور اندرونی اختلافات کا فیصلہ کریگا اور حجت بینہ کے ساتھ حق کو باطل پر غالب کر دیگا اسلام کے سب فرقوں کا اسپر تو اتفاق ہے ہاں ہر ایک فرقہ کو یہ غلط فہمی لگی ہوئی ہے کہ وہ حکم آکر ہماری رطب و یابس کو قبول کریگا اور ہمارے سب مخالف اقوال کی تردید کریگا۔ لیکن اس خیال کی تردید کے لئے سنۃ اللہ اور لفظ حکم کافی تھا اب چونکہ انحضرت کے بعد زمانہ بھی اسقدر گزر چکا جس قدر کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام میں تھا اور مذہب کا دنگل بھی ایسا لگا ہے کہ جسکی نظیر گذشتہ زمانوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی اور تبلیغ کے اسباب بھی وہ مہیا ہوئے ہیں جو کسی زمانہ میں نہیں ہوئے اسلئے خدائے علیم و حکیم اور عزیز و قدیر نے اُس موعود کو مبعوث فرمایا اور جسطرح خدائے تعالیٰ نے اسکے مطاع خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت سی شہادتیں دی تھیں اسیطرح اس موعود کی بھی شہادتیں دیں اور اُسنے خدا تعالیٰ کے وعدہ کیمطابق حکم ہو کر سب بیرونی اور اندرونی اختلافوں کا فیصلہ کیا اور اِن بےمثل آیتوں سے حق کی تائید کی جو خدا تعالیٰ کی بےمثل کتاب میں درج تھیں لیکن فیج اعوج کی نظروں سے پوشیدہ رہیں اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہی وہ عزت قائم کی جو کہ فیج اعوج نے عیسائیوں کے خدا یسوع وغیرہ کو دے دی تھی

مسائل شرعیہ

اس سرخی کے نیچے ہم جو مسائل شرعیہ درج کرینگے وہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے لکھے ہوئے ہوا کرینگے اور درج کرنے سے پہلے حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کو دکھائے جایا کرینگے ۔ ایڈیٹر

بہت سے انسان ہیں کہ جنہوں نے اپنی دینیات کی بنا (جسکی علت غائی اور اصل مقصود خدائے بیمثل کی رضا ہے) کسی انسان یا سوسائٹی کے خیالات پر رکھی ہوئی ہے جو کسی اپنے ہمجنس کی رضا جوئی صحیح صحیح طریق اظہار کرنے اور غلطی اور تناقض اور ترمیم و تنسیخ سے محفوظ رہنے میں دوسروں کے لئے قابل اعتماد کیا اپنے قائل کے لئے بھی تسلی بخش نہیں ہوسکتی یہی باعث ہوتا ہے کہ ان خیالات کے بانی اور داعی ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں ایمانیات اور فرائض جیسی ضروری مسائل کی نسبت بیوفائی کا سیاہ داغ اپنے چہروں پر لگا بیٹھے ہیں۔ بعض اسکی بنا خدا کی وحی پر بتاتے ہیں لیکن جو وحی پیش کرتے ہیں پہلے تو اسکے وحی ہونے کا ثبوت پیش نہیں کرسکتے بلکہ اسکے غیر وحی ہونے کا ثبوت موجود ہوتا ہے اور پھر یا تو انسانی دستبرد نے اسکی شکل کو ایسا مسخ کیا ہے کہ اصل صورت کا پتا لگانا بھی محال ہوگیا ہے اور یا اول سے آخر تک اسکو موم کی ناک بنا کر جدھر چاہا پھیر لیا ہے۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ جنکے پاس خدا کی محفوظ مجموع مکتوب مبین و محکم وحی موجود ہے لیکن اسکو غیر محفوظ قرار دیکر ایسے آثار پر اترے ہیں جو ظنی ہونے کے علاوہ انسان کے دستمال ہونے سے بہت کچھ اپنے قالب بدل چکے ہیں یا باوجود محفوظ تسلیم کرنے کے ان آثار کو اللہ تعالیٰ کی محکم وحی پر قاضی تسلیم کرتے ہیں یا ان دونوں کو چھوڑ کر خالی قیاس پر ہر ایک مسئلہ کی بنا رکھتے ہیں اور پھر خاصکر ایمانیات کے اثبات میں مشرک فلاسفروں کے خیالات پر اتر آئے ہیں اس بنیادی اختلاف کے علاوہ ہر ایک فرقہ میں اندرونی اختلافات فروع سے اصول تک پھیلے ہوئے ہیں یہ اختلافات ہمیشہ رہے اور آیندہ بھی جبتک دنیا ہے ضرور رہینگے پر خدائے علیم و حکیم نے جو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے چاہا کہ ان سب اختلافات کا فیصلہ کردے اور حق کو غالب اور باطل کو مغلوب کرے جیسا کہ فرماتا ہے لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ تا کہ جو ہلاک ہونیوالا ہے وہ کھلی دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ ہونیوالا ہے وہ کھلی دلیل